نریندر مودی حکومت کی طرف سے گجرات میں وسط مدتی

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
جلد ۵۱ شمارہ ۳۱ ۲ تا ۸ اگست ۲۰۰۲ء ۲۲ تا ۲۸ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ

اسمبلی انتخابات کا اعلان

لاشوں کے ڈھیر پر اقتدار کا محل تعمیر کرنے کا ناپاک منصوبہ

نریندر مودی چاہے جب الیکشن کرالیں ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ ان کے اقتدار کا خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا اس لئے کہ دوسرے قاتلوں کی طرح مودی کے لئے بھی ذلت و رسوائی مقدر بن چکی ہے — محمد سالم جامعی

نریندر مودی نے آخر وہی کیا جس کی امید کی جارہی تھی۔ گجرات کی حالیہ نسل کشی میں مرنے والوں کے ورثاء کی سسکیاں ابھی خاموش بھی نہیں ہو پائی تھیں اور مودی کے اشاروں پر تباہ و برباد کیے گئے مسلمانوں کے گھروں کی راکھ کی چنگاریاں ابھی پوری طرح بجھ بھی نہ پائی تھیں کہ گجرات کے نریندر مودی نے لاشوں کے ڈھیر پر اپنے اقتدار کا محل تعمیر کرنے کا اعلان کردیا ہے۔

گجرات میں گذشتہ ۲۸ فروری سے مسلمانوں کے قتل عام کا جو کھیل کھیلا گیا اس کی ہولناکی آج بھی فضا میں بخوبی محسوس کی جاسکتی ہے۔ حالانکہ بدنام زمانہ نریندر مودی دعویٰ کر رہا ہے کہ کیمپوں میں پناہ لینے والے لوگ اپنے گھروں کو لوٹ چکے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک پچیس فیصد لوگ بھی اپنے گھروں میں واپس جانے کی ہمت نہیں کر پائے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ مودی کے زیر شاہی حکم کے بعد احمد آباد اور گجرات کے دوسرے علاقوں میں قائم ریلیف کیمپ بند ہوگئے ہیں لیکن یہ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے کہ ان کیمپوں میں رہنے والے لوگ جہاں کہیں سر چھپانے کی جگہ ملی وہاں چلے گئے ہیں۔ جبکہ یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ کیمپوں میں رہنے والوں کی اکثریت ابھی بھی خانہ بدوشی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہے۔ اسے حالات کی ستم ظریفی کہا جائے یا کچھ اور کہ نہ صرف نریندر مودی بلکہ دفعہ ۳۵۵ کے تحت اس کا سیکولر مشیر ماکر بھیجے جانے والے کے پی ایس گل بھی مودی کے سر میں سر ملاتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی لفظ محسوس نہیں کررہے ہیں

کہ گجرات میں حالات اعتدال پر آگئے ہیں جبکہ ابھی چند دن پہلے خود نائب وزیر اعظم اور وزیر داخلہ لال کرشن اڈوانی نے احمد آباد میں یہ اعتراف کیا تھا کہ حالات اگرچہ بظاہر قابو میں نظر آرہے ہیں مگر دونوں فرقوں کے درمیان ابھی تک اعتماد بحال نہیں ہوا ہے۔ مسٹر اڈوانی کی یہ بات سچ بھی ہے اس لیے کہ جو شخص یا خاندان اپنے لٹے پٹے گھروں کو دیکھنے حکومت کے اعلانات پر بھروسہ کرکے وہاں زندگی کے باقیماندہ دن گذارنے کے لیے اپنے وطن پہنچا ہے تو وہاں سے بھگا دیا گیا ہے اور یا پھر اسے بھی اس کے عزیز و اقارب سے ملانے کے لیے موت کی نیند سلا

دیا گیا ہے جو اس بات کی واضح علامت ہے کہ گجرات کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں باہمی اعتماد جیسی ابھی بھی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ حقوق انسانی سے متعلق قومی و بین الاقوامی تنظیموں کا بھی یہی تجزیہ ہے کہ ابھی کم از کم ایک سال تک گجرات میں مکمل امن و امان اور باہمی اعتماد کی بحالی کافی مشکل کام ہے۔ ایسے حالات میں ظاہر ہے اسمبلی انتخابات قطعی بے معنی بات ہے پھر سوال یہ ہے کہ آخر مودی کو ایسی کیا جلدی ہے کہ انھوں نے آٹھ مہینے پہلے ہی اسمبلی انتخابات کا اعلان کردیا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ نریندر مودی نے گذشتہ اپنے دور اقتدار کے چند مہینوں میں گجرات میں فرقہ پرستی، فاشزم اور ہندوتو کی جو فصل بوئی ہے اور جسے وہ مسلسل تین مہینوں تک مسلمانوں کے خون سے سیراب کرتے رہے ہیں ان کی نظر میں اب وہ فصل پک چکی ہے اور اسے اگر فوراً کاٹا گیا تو اس کے سڑ کر بیکار ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اسی فصل کو کاٹنے کے لیے گجرات کا ظالم نریندر مودی اسمبلی انتخابات جلد سے جلد کرالینے کے لیے بے تاب نظر آرہا ہے۔ بی جے پی اسے پکا ہوا پھل سمجھ کر توڑ لینے پر تیار ہے۔ جیسے کہا جاتا تھا کہ یہ اڈوانی اور مودی کی ملی بھگت ہے، جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی طرح ہندو ووٹوں کی تجربہ گاہ کہے جانے والے گجرات میں دوبارہ اقتدار حاصل ہوجائے لیکن بی جے پی میں معتدل چہرہ سمجھے جانے والے مسٹر اٹل بہاری باجپئی بھی قابو آر ایس ایس کے دباؤ

میں خاموش ہوگئے ہیں۔ وہ ابھی تک گجرات میں بحالی امن و اعتدال تک اسمبلی انتخابات کے خلاف کہے جاتے تھے مگر اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر اڈوانی نے ان کی زبان بھی خاموش کردی ہے۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ ۲۳ جولائی کو اس پارلیمانی بحث کے موقع پر بھی پارلیمنٹ میں نہیں تھے جو گجرات میں اسمبلی انتخابات کرانے کے لیے کرائی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امور سلطنت پر مسٹر اڈوانی پوری طرح حاوی ہوچکے ہیں۔

بی جے پی کی مرکزی قیادت بالخصوص اس کے جو سیاستدان جنرل سکریٹری ارون جیٹلی گجرات میں جلدی الیکشن کرانے کے لیے قانون کو توڑ مروڑ کر اس کا سہارا بھی لیتا چاہ رہے ہیں۔ مسٹر جیٹلی کا کہنا ہے کہ دستور کی دفعہ ۱۷۴-الف کے تحت اسمبلی کے دو اجلاس کے درمیان چھ ماہ سے زائد کا فاصلہ نہیں ہوسکتا اس لیے ضروری ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر گجرات میں اسمبلی انتخابات کرائے جائیں۔

دراصل یہ سب کوشش الیکشن کمیشن پر دباؤ ڈال کر اس کے انتخابی پروگرام کا اعلان کرانے کی ہے اس لیے کہ چیف الیکشن کمشنر مسٹر لنگ دوہ پہلے سے اپنا یہ موقف پیش کرچکے ہیں کہ گجرات کے حالات ابھی انتخابات کے متحمل نہیں ہیں۔ مسٹر جیٹلی ایک معروف ماہر قانون ہیں، اگر انہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ دفعہ ۱۷۴-الف کا تعلق زندہ اسمبلی سے ہے اور جب اسمبلی تحلیل ہوچکی ہو تو وہ اس دائرہ میں نہیں آتی تو ہمیں حیرت ہے کہ خود سابق وزیر اعظم نے

(باقی صفحہ ۲ پر)

گجرات میں انتخابات کی سفارش بی جے پی کی بدترین موقع پرستی

ترکی

یورپ کا مرد بیمار اور مغرب کا اتحادی

کیا اسلامی احیاء کا تجربہ کر رہا ہے

مغرب کا اتحادی ترکی کیا اسلامی احیاء کا تجربہ کر رہا ہے؟ بعض ترکی ماہرین کے مطابق ملک کے سرکاری اور سیکولر حلقوں کیلئے خطرے کی علامت دکھائی دے رہی ہیں۔ موجودہ بیمار وزیر اعظم بلند ایجوت کا مستعفی ہونے یا جلد انتخابات کروانے سے مسلسل انکار کیا جا رہا ہے۔ تجزیہ نگاروں نے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ سیکولر انتظامیہ مذہبی جماعتوں سے خوفزدہ ہے جو کہ رائے عامہ کے جائزوں میں زبردست حمایت حاصل کر رہی ہیں۔ جرمن پولنگ کمپنی انارک (ANARK) کے تازہ ترین سروے کے مطابق جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی (AKP) نے (فرضی) الیکشن میں ۲۳ فیصد ووٹ حاصل کیے جبکہ حکمراں سوشلسٹ قوم پرست اتحاد نے صرف ۵ فیصد ووٹ حاصل کیے۔ استنبول میں اسلامی علوم کے انڈیپنڈنٹ سینٹر کے ڈائریکٹر طالب کولوچ کا کہنا ہے کہ "سیکولر انتظامیہ سمیت جدید ترکی میں صرف ایک قلیل طبقہ اشرافیہ کا مسئلہ تھا۔ ترکی کے لوگ مخلص مسلمان ہیں اور ریاست نے انہیں بہت سے (دوسرے ممالک کے) مسلمانوں سے الگ کر دیا ہے۔" بون (جرمنی) کے کانراڈ اڈیناور انسٹی ٹیوٹ کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ۹۰ فیصد ترک خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور ۷۰ فیصد رمضان کے روزے رکھ کر اور جمعہ کو مسجد جا کر خود کو "سچا مسلمان" سمجھتے ہیں۔ اس موسم بہار میں فلسطینی قصبوں پر اسرائیلی فوجی حملوں کے بعد سے اسلامی جذبے ترکی میں بہت بڑھ گئے ہیں اور کچھ لیڈر بھی مسلم ممالک کی وحدت کی بات کر رہے ہیں۔

۱۹۲۳ء میں مصطفیٰ کمال نے جدید ترکی کی بنیاد رکھنے کے بعد یہ ملک سرکاری طور پر بعض کے خیال میں جبری طور پر سیکولر بن گیا۔ ۱۹۹۷ء میں فوجی قیادت والی سلامتی کونسل نے حکمراں اسلامی رفاہ پارٹی کو معزول کر دیا جس نے ۱۹۹۶ء کے انتخابات میں کامیابی کے بعد اتحاد کر کے اقتدار حاصل کیا تھا۔ اس جماعت کے سربراہ نجم الدین اربکان نے شریعت نافذ نہیں کی تھی لیکن مرکزی حکومت کے مذہب کو کنٹرول کرنے کے طریقے کو بدلنے کی کوشش ضرور کی۔ یہ مرکزی حکومت ہی ۸۰ ہزار (سرکاری) علماء مقرر کرتی ہے۔ اس نے ایران اور لیبیا کے لیڈروں سے ملاقاتیں کر کے واشنگٹن اور ترکی فوج میں خطرے کی گھنٹی بھی بجادی کیونکہ ترک فوج امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات مضبوط بنا رہی تھی۔ لیکن اسلام پسندوں کی اپیل کبھی بھی کمزور نہیں ہوئی خصوصاً ملک کے غریب علاقوں میں اور اب تو AKP کی قیادت بھی کرشماتی شخصیات سابق میئر استنبول طیب اردگان کر رہے ہیں۔ پچھلے برس اردگان کو جیل کی سزا سنائی گئی تھی اور سیاست میں حصہ لینے پر پابندی عائد کر دی گئی تھی کیونکہ انہوں نے ایک اسلامی تقریر میں سیکولرازم پر تنقید کی تھی۔ اب یہ پابندی ختم ہو گئی ہے اور وہ ترکی میں سب سے زیادہ مقبول لیڈر ہیں۔ اردگان کے ذاتی سابق ترکی مشیر یاسر یاکش کہتے ہیں کہ اردگان کے ساتھ ترکی کا سلوک یہ ظاہر کرتا ہے کہ مذہبی جماعتیں جو طالبان طرز کی بنیاد پرستی سے بہت دور ہیں، اپنے سیکولر مقابل سے زیادہ لبرل ہیں۔ یاسر یاکش کا کہنا ہے کہ اردگان کے ساتھ ہونے والا سلوک عدل و انصاف کا استہزاء ہے۔ اب وہ (ترکی) انہیں وزیر اعظم بننے سے روکنے کے لیے دوسرے حربے آزما رہے ہیں۔

اگرچہ اے کے پی کے ۵۳ پارلیمانی ارکان میں سے ۴۲ رفاہ پارٹی اور اس سے پہلے کالعدم ہونے والی دو پارٹیوں سے متعلق رہے تھے لیکن یاکش کا اصرار ہے کہ ان کی جماعت مکمل طور پر نئی جماعت ہے جو سیکولر معاشرے کیلئے خطرہ نہیں۔ ان کا سب سے بڑا مذہبی ایجنڈا خواتین کو حجاب پہننے کا حق دینا ہے جو کہ اس وقت سرکاری اسکولوں، یونیورسٹیوں، سرکاری دفاتر، پارلیمنٹ اور سرکاری نشری اداروں میں ممنوع ہے۔ ان کے ایجنڈے میں مقامی مسلمان آبادیوں کو اپنے مساجد تعمیر کرنے کا حق دینا بھی شامل ہے۔ یاکش کے مطابق ہم عوامی زندگی کے ہر شعبے میں مرکزی حکومت کے کنٹرول کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اگر ایک دیہی بستی اپنا امام مقرر کرنا چاہتی ہے تو اسے ایسا کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ آئین میں مذہبی آزادی ہے۔

اے کے پی یہ دعویٰ بھی کرتی ہے کہ یورپی یونین میں ترکی کی شمولیت سے مقامی مسلمان مذہبی آزادی یورپی یونین کی طرح حاصل کر سکیں گے۔ یاکش کے مطابق کیوں ہے کہ ایک مسلمان عورت پیرس یا لندن اور امریکہ میں ترکی کی نسبت زیادہ حقوق رکھتی ہے۔ ہم اسے بنیادی حقوق کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ سیکولر لبرل جو یورپی یونین کی رکنیت حاصل کرنے کی تائید کرتے ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ ترکی کی مذہبی جماعتیں تبدیل ہو گئی ہیں خواہ ان کا دعویٰ اسلامی اخلاق کی بجائے انسانی حقوق پر ہی کیوں نہ ہو۔ ایک اہم لبرل روزنامہ ریڈیکل کے کالم نویس کہتے ہیں کہ ... اسلام پسندوں کو خوفزدہ کرتی ہے۔ انھوں نے کہا ... ظالمانہ ... کے چہروں سے ... یہ بتایا ہے کہ حکومت میں آنے کے بعد ایک ...

اربکان نے اپنی پارٹی کی ایک نشست میں اپنے ارکان سے کہا کہ یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ ہم جمہوری طور پر (اقتدار میں) آئیں یا خون بہا کر۔ خون بہانے کی اس بات نے بہت سے لوگوں کو خوفزدہ کر دیا۔ ... بعض کا خیال ہے کہ ... اب بھی ... انہیں ابھی ترک عوام کی اکثریت کو قائل کرنا ہے کہ وہ بنیاد پرست نہیں ہیں۔ (دی کرسچن سائنس مانیٹر)

مشرف کی مقبولیت کا گراف تیزی سے گر رہا ہے

پاکستان کی سابق وزیر اعظم مسز بے نظیر بھٹو کا انٹرویو

سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو پاکستان کے صدر پرویز مشرف کیلئے لگاتار خطرہ بنی ہوئی ہیں۔ انھوں نے پاکستان کے دستور میں ایسی ترمیمات کی ہیں کہ ان کے خیال میں بے نظیر کا پاکستان واپس آنا کافی مشکل ہو گیا ہے۔ ... حال ہی میں اس سلسلے میں ان کے ایک انٹرویو کے کچھ اہم اقتباسات ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

■ کیا آپ نے جدہ کے قیام کے دوران نواز شریف سے ملاقات کی تھی؟

● میں عمرہ کرنے کے لیے اپنے بچوں کے ساتھ جدہ گئی تھی۔

■ اب جبکہ فوجی حکومت نے آپ کے لیے الیکشن لڑنا ناممکن بنا دیا ہے پھر بھی کیا آپ پاکستان واپس آئیں گی؟

● میں اب بھی انتخابات میں حصہ لینے کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ میرے مشیر اس پر غور کر رہے ہیں۔ مشرف نے میرا راستہ روکنے کی جو کوشش کی ہے وہ دستور کے ساتھ مذاق ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرائیں گے۔ دراصل وہ جنگجو اور شدت پسندوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔

■ جیسے جیسے اکتوبر کے انتخابات قریب آ رہے ہیں فوجی حکومت سرد مہری کا مظاہرہ کرتی جا رہی ہے؟

● وہ جانتی ہے کہ عوام جمہوریت کی واپسی چاہتے ہیں اور اس کے لیے وہ انہیں ووٹ نہیں دیں گے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتی ہے کہ اگر آزادانہ انتخابات ہوئے تو ہم طاقت میں آ جائیں گے۔ اس لیے یہ لوگ گھبرائے ہوئے ہیں۔ اسی لیے مشرف نے اپریل میں ریفرنڈم کا ڈرامہ کیا تھا۔

■ دستوری ترمیمات کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گی؟

● یہ ایک شخص کی آمریت کی کوشش ہے۔ اس نے ساری طاقت فوجی ڈکٹیٹر کے ہاتھوں میں مرکوز کر دی ہے اور پارلیمنٹ کو غیر اہم بنا دیا ہے۔ اب پارلیمنٹ صرف نمائشی چیز بن کر رہ گئی ہے کیونکہ پرویز مشرف اسے برخاست کر سکتے ہیں۔ اس ترمیم کے تحت صوبوں تک سے ان کی خود مختاری چھین لی گئی ہے۔

■ اگر ان ترمیمات کو پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا تو کیا ہوگا؟

● اس سے صدر اور پارلیمنٹ کے درمیان کشیدگی ہو سکتی ہے۔ اقتدار کے اس ٹکراؤ سے معاشی اور سماجی معاملات پس پشت پڑ گئے ہیں۔ ... خاص طور سے اس صورت میں کہ اگر انتخابات میں دھاندلی ہوئی لیکن اگر انتخابات منصفانہ ہوئے تو پیپلز پارٹی کو سب سے زیادہ سیٹیں ملیں گی۔

(باقی صفحہ پر)

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

بسم اللہ — شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قرآن کے خلاف وشو ہندو پریشد کی شر انگیز مہم!

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آر ایس ایس اور اس کی پیدا کردہ تنظیموں کی اشتعال انگیزی اور مخالفانہ پروپیگنڈہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ آزادی سے بہت پہلے سے بلکہ ۱۹۲۵ء میں اپنے وجود کے بعد سے ہی آر ایس ایس کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ جس حد تک بھی کر سکے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرتا رہا ہے۔

آزادی سے پہلے ۱۹۲۵ء میں آر ایس ایس کے قیام کے پس منظر کو اگر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ انگریزی سامراج کی سرپرستی میں اس کے بانی ہیڈ گیوار نے اسے قائم ہی اس لیے کیا تھا تاکہ وہ ان طاقتوں کی مخالفت اور ان میں پھوٹ ڈالنے کا فریضہ انجام دیتا رہے جو ملک کی آزادی کے لیے سرتن اور دھن کی بازی لگائے ہوئے تھے اور چونکہ مسلمان تحریک آزادی میں ہراول دستہ کا رول ادا کر رہے تھے اس لیے فطری طور پر اس فاشی اور سامراج پرست تنظیم کا پہلا نشانہ بھی مسلمان ہی بنے۔

آر ایس ایس اپنی منافرت انگیز ہزاروں کوششوں کے باوجود بھی انگریز سامراج کے اقتدار کو قائم و مستحکم نہ رکھ سکا اس کا اسے آج بھی افسوس ہے اور اس کے سیوم سیوکوں کی ہی نہیں بلکہ اس کے بڑے اور ذمہ دار پرچارکوں کی زبان پر بھی انگریزی سامراج کے وہ قصیدے جاری ہو جاتے جو آزادی سے پہلے ہر سیوم سیوک کا وظیفہ ہوا کرتے تھے۔

آزادی کے بعد امید تھی کہ ہماری سیکولر اور جمہوری حکومت آر ایس ایس اور اس جیسی منافرت کا ماحول بنانے والی تنظیموں کے وجود کو ختم کرنا اپنی اولین ترجیح قرار دے گی مگر افسوس سیاسی مصلحتوں اور انتہائی چالاکی کے ساتھ سنگھ کے وفاداروں کی حکومت میں شمولیت کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا اور آج جبکہ ملک کی آزادی اور جمہوریت پر نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے انگریزی سامراج کی یہ ناجائز اولادیں نہ صرف پل بڑھ کر جوان ہو چکی ہیں بلکہ بدقسمتی سے وہ اقتدار کی سرپرستی حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئی ہیں جس سے یہ منافرت انگیز مہم دو آتشہ ہو گئی ہے۔

آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں کو جب سے اقتدار کا سہارا مل گیا ہے شاید کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرتا جب سنگھ مافیا کا کوئی لیڈر اسلام، مسلمان، سیکولرزم اور اقلیتوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا ہوا نظر نہ آتا ہو۔ کبھی مسلمانوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا ہندو کرن کر لیں، کبھی ان کے پرسنل لاء کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی اذان پر پابندی کا مطالبہ کیا جاتا ہے، کبھی قرآن میں ترمیم و تحریف کی مہم چلائی جانے لگتی ہے۔

ابھی حال ہی میں وشو ہندو پریشد کے دریدہ دہن لیڈر گری راج کشور نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان آیتوں اور احادیث کو نکال دیں جن میں بقول سنگھ مافیا پیروؤں سے نفرت کی تعلیم دی گئی ہے۔ سنگھ مافیا نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر ان آیات و احادیث کو حذف کر دیا جائے تو اس سے ملک میں مستقل امن و امان کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ سنگھ مافیا اور راج کشور نے اس طرح کی چوبیس آیتوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔

گری راج کشور اور اس جیسے بد طینت اور اسلام دشمن لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اسی طرح اس کی تعلیمات بھی آفاقی ہیں۔ مسلمانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل کیا گیا ہے وہ آسمانی تعلیمات اور اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کا کلام ہے جس میں کسی کی بھی ترمیم و تحریف کی نہ گنجائش ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ترمیم و تحریف برداشت و قبول کی جا سکتی ہے۔ خود قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کیا گیا ہے اور آج جبکہ اس پر پورے چودہ برس کا عرصہ گزر چکا ہے ہزار کوششوں کے باوجود بھی کوئی اسلام دشمن طاقت اس میں کوئی ترمیم و تحریف کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔ وشو ہندو پریشد اور اس کا آقا آر ایس ایس تو ابھی چند دن کی پیداوار ہیں۔ اسلام دشمن یورپ پہلے دن سے ہی اسلام اور قرآنی تعلیمات کو مسخ کر کے ابہام و تشکیک کی مسلسل کوشش کرتا رہا ہے لیکن خدا کا فضل ہے کہ وہ ذرہ برابر بھی اسلام اور مسلمانوں میں تشکیک پیدا نہیں کر سکا ہے جس سے ہندوستان میں سنگھ مافیا کو عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

جواہر القرآن

حضرت شیخ الہندؒ

سورہ ھود ۱۱
ترجمہ آیات: ۶۰ - ۶۱

○ اور پیچھے سے آئی ان کو اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی ف۱ سن لو عاد منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ف۲

○ اور ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح ف۳ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے بنایا تم کو زمین سے ف۴ اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو اس کی طرف تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا ف۵

فوائد — **علامہ شبیر احمد عثمانیؒ**

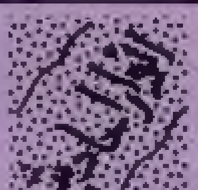
ف۱ یعنی خدا کی لعنت (پھٹکار) دنیا میں ان کے پیچھے لگا دی گئی کہ جہاں جائیں ساتھ جائے۔ اور قیامت تک جہاں ان کا ذکر ہو لعنت کے ساتھ ہو، بلکہ قیامت کے بعد بھی وہ ان کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔ لعنت کا طوق ہمیشہ ان کے گلے میں پڑا رہے گا۔

ف۲ بعض مفسرین نے لکھا کہ قیامت کے دن یوں پکارا جائے گا "الا ان عادا کفروا ربھم الا بعدا لعاد قوم ھود" ... "قوم ہود" کا لفظ یا تو اس لیے بڑھایا کہ دونوں کا امتیاز ... "عاد" کا یہ حال ... جس کا ... "عاد الاولیٰ" اور "عاد اخریٰ" ... (النجم رکوع ۳) یہاں "عاد اولیٰ" مراد ہے جس کی طرف "ہود" مبعوث ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

ف۳ ان کا قصہ "اعراف" میں گزر چکا۔

ف۴ یعنی تمہاری اصل (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر زمین سے غذائیں پیدا کیں جن سے نطفہ تیار ہوتا ہے جو مادہ ہے آدمی کی پیدائش کا۔

ف۵ یعنی آباد کر کے باقی رکھا۔ ... زمین کے آباد کرنے کی ترکیبیں الہام فرمائیں۔ جب وہ ایسا منعم و محسن ہے تو چاہیے آدمی اسی کی طرف ایمان و طاعت کے ساتھ رجوع کرے اور کفر و شرک وغیرہ جو گناہ کر چکا ہے ان کی معافی چاہے۔ وہ تم سے بالکل نزدیک ہے ہر بات سنتا ہے اور جو سچے دل سے استغفار کیا جائے اسے قبول کرتا ہے۔



حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ زیادہ پاکیزہ ہوتے ہیں اور سفید ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن بھی دیا کرو۔ (شمائل ترمذی، ص ۵)

اس سلسلے میں اسلام اور مسلمانوں کا موقف بالکل واضح ہے۔ ہندوستان کے مسلمان اسے ایک شر انگیز مہم سمجھتے ہیں جس کی بنیاد خالص اسلام دشمنی پر قائم ہے۔ علماء اسلام نے مزید متعلقہ آیتوں اور احادیث سے متعلق فرقہ پرست عناصر کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کر چکے ہیں اور واضح کر چکے ہیں کہ جن آیتوں یا احادیث کا بار بار حوالہ دیا جاتا ہے ان کا تعلق حالت جنگ سے ہے اور ان افراد سے ہے جو جنگ میں مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہوں قرآن نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ جو غیر مسلم امن کے ساتھ رہتے ہوئے مسلمانوں کو آزادی اور امن کے ساتھ رہنے دیں، ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ مرکزی حکومت وشو ہندو پریشد کے اس دریدہ دہن لیڈر کے خلاف دفعہ ۱۵۳-الف کے تحت کارروائی کرتے ہوئے اس مذموم حرکت کے خلاف سخت ایکشن لے اس لیے کہ کسی کی مذہبی کتاب میں ترمیم و تحریف کا مطالبہ اس مذہب کے ماننے والوں کے خلاف کھلی منافرت کا جذبہ بھڑکانے کا سبب بن سکتا ہے، اس لیے اگر واقعی اٹل حکومت نے آپ کو ملک اور دستور ہند کا پاسبان سمجھتی ہے تو اسے جلد سے جلد ایسے شخص کو اس کی اوقات بتا دینا چاہیے۔

اس موقع پر ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے بھی اپیل کرنا چاہیں گے کہ وہ اس طرح کے بیہودہ دہن اور بد طینت لوگوں کی باتوں کو سنجیدگی سے نہ لیتے ہوئے نظر انداز کریں۔ ہمارا یہ ایمان و عقیدہ ہے کہ قرآن کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے اور تا قیامت کوئی بھی اس میں کوئی تحریف کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ دریدہ دہن لوگ آج سے نہیں چودہ سو برس سے اسلام، مسلمانوں اور ان کے مقدس قرآن کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے آ رہے ہیں لیکن وہ اسلام کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے ہیں، وہ بڑی تیاریوں اور بڑے بڑے حربوں کے ساتھ میدان میں آتے ہیں مگر جب وہ تعلیمات پر غور کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو پھر وہیں کھڑا ہوا پاتے ہیں جہاں سے انہوں نے اپنا سفر شروع کیا تھا۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ جمعیۃ علماء ہند اور اس کی مذہبی امور سے متعلق جائزہ کمیٹی نے اپنا فرض کفایہ ادا کرتے ہوئے گری راج کشور کی اس مہم کو شر انگیز قرار دیا ہے اور صاف کہا ہے کہ نہ تو قرآن کریم اور نہ ہی (صحیح) احادیث میں کوئی آیت اور حدیث ایسی موجود ہے جس سے غیر مسلموں سے منافرت کی تعلیم دی گئی ہو۔ جمعیۃ علماء ہند کی جائزہ کمیٹی نے وشو ہندو پریشد اور قرآن و احادیث کے کچھ حصوں کو حذف کر دینے کا مطالبہ کرنے والے دریدہ دہن لوگوں کو دعوت دی ہے کہ وہ پہلے قرآن و حدیث اور اسلامی نظام قانون کو سمجھیں اور پھر کوئی بات کریں۔ ہمارے خیال میں گری راج کشور اور ان جیسے بد طینت لوگوں کو چاہیے کہ وہ پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ خود ان کی اصلیت کیا ہے اور ان کی مذہبی کتابیں حق و صداقت کے کس معیار پر پوری اتر رہی ہیں، اس کے بعد ہی وہ کسی دوسرے مذہب اور اس کی مقدس تعلیمات پر تنقید کریں۔ ◻◻

کانگریس کے کارکنوں میں حوصلہ ہے ہم گاؤں گاؤں جائیں گے

ریاست میں کانگریس کی کمزوری کا اعتراف ہے

اقلیتوں کا بھروسہ ملائم سنگھ سے اٹھتا جارہا ہے

اتر پردیش کے نئے صدر جناب ارون کمار سنگھ منا کا ایک انٹرویو

■ ریاست میں کانگریس کی حالت کافی خراب ہے۔ گزشتہ اسمبلی انتخابات میں پارٹی کو کل ۲۵ سیٹیں اور صرف ۹ فیصدی ووٹ ملے تھے۔ ایسے میں آپ پارٹی کے سامنے موجود چیلنج سے کیسے نمٹیں گے؟

● تقریباً ایک دہائی سے ریاست میں کانگریس کمزور ہوتی جارہی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تنگ نظری اور کیسائی نظریات والی پارٹیوں کی طرف سے پہلے کانگریس مخالف ماحول بنانا ہے۔ ان پارٹیوں نے ذات پات اور مذہب کا نعرہ لگایا اور عوام کو اسی بنیاد پر تقسیم کر دیا۔ اس وجہ سے کانگریس ہاری۔ ان پارٹیوں کی اصلیت سامنے آگئی ہے۔ گزشتہ ایک دہائی میں اتر پردیش کافی پیچھے چلا گیا ہے۔ بجلی، صنعت، تعلیم، لا اینڈ آرڈر، سب کی حالت کافی خراب ہو چکی ہے۔

■ یہ صرف امید ہے یا اس کے پیچھے کوئی ٹھوس منصوبہ بھی ہے؟

● صرف امید کی بات نہیں، کانگریس کارکنوں میں حوصلہ ہے، ہم تنظیم کو گاؤں، گاؤں شہر شہر تک مضبوط بنانے کی کوشش کریں گے۔ امید ہے عوام کی حمایت ہمیں ملے گی۔ عوام ذات پات، دلت اور اعلیٰ کی لڑائی دیکھ چکے ہیں۔ آج ہر طبقہ پریشان ہے، کسان، مزدور، نوجوان، سبھی پریشان ہیں۔ بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔ کانگریس عوام کو اس مصیبت سے نجات دلائے گی۔

■ آپ کانگریس مخالف جن طاقتوں کی بات کر رہے ہیں، وہ اب بھی اپنے رائے دہندگان میں اپنی ساکھ بنائے ہوئے ہیں۔ کیا ان کا اثر کم ہوا ہے؟

● پسماندوں کو منظم کرنے کی بات کس منہ سے کر رہے ہیں۔ انہوں نے پسماندوں کو ووٹ بینک بنایا۔ ووٹ حاصل کر چکے ہیں۔ گزشتہ لوک سبھا انتخابات میں انہوں نے سماجی مہاراج کو اپنے ساتھ ملایا تھا۔ اس مرتبہ لوک سبھا کے انتخابات میں دونوں کا ساتھ چھوٹ گیا۔ اب وہ کلیان سنگھ اور ساکشی مہاراج کے ساتھ ہاتھ ملا رہے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ کب تک ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ لیکن اس سب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ملائم سنگھ یادو کی خود اعتمادی کمزور ہوئی ہے اس لیے وہ دوسرے لیڈروں سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔

■ لیکن کانگریس کو اقلیتوں کی حمایت نہیں مل رہی ہے، ان پر ملائم سنگھ کی پکڑ نظر آتی ہے؟

● یہ ایک وہم ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اقلیتوں کا بھروسہ ملائم سنگھ یادو سے اٹھتا جارہا ہے۔ گزشتہ اسمبلی انتخابات میں اقلیتوں نے بی ایس پی کو ووٹ دیئے تھے لیکن بی ایس پی نے بی جے پی کے ساتھ مل کر حکومت بنا لی ہے۔ پی ایس پی کو اقلیتوں نے اس لیے ووٹ دیئے کیونکہ اس نے ۱۹۹۹ء میں لوک سبھا میں اعتماد کے ووٹ کے دوران بی جے پی کے خلاف ووٹ دیا تھا لیکن اب بی ایس پی پھر بی جے پی سے مل گئی ہے۔ اس لیے اقلیتوں کے سامنے یہ واضح ہے کہ کانگریس کو چھوڑ کر کوئی بھی پارٹی سیکولر نہیں ہے۔ اتر پردیش کی اقلیتیں جانتی ہیں کہ ملائم سنگھ کا اثر صرف علاقائی ہے اور ان کی پارٹی علاقائی پارٹی ہے۔ اگر انہوں نے ۱۹۹۹ء میں لوک سبھا میں اعتماد کے ووٹ کے بعد سونیا گاندھی کی وزارت عظمیٰ کے لیے حمایت کی ہوتی تو آج مرکز میں بی جے پی کی حکومت نہ ہوتی۔ لیکن ملائم سنگھ نے سونیا کی حمایت نہیں کی حالانکہ کانگریس نے اس سے پہلے یوپی میں ملائم سنگھ کی حکومت بچانے کے لیے حمایت دی تھی جس کا خمیازہ بھی کانگریس کو اٹھانا پڑا۔ آج بھی یوپی کا اقلیتی طبقہ اس لیے ملائم سنگھ یادو کانگریس کی حمایت پانے کی کوشش کر رہے ہیں جو کانگریس نے دیا نہیں۔ کیا تو وہ اسمبلی میں وکھا رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کانگریس کی حمایت سے ہی ان کی حکومت بنی ہوئی ہے۔

> اتر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر کے عہدے پر ریاست کے سابق وزیر ارون کمار سنگھ منا کی تقرری ریاست میں کانگریس کے لیے امید جگانے والی ہے۔ ان کو تنظیم اور حکومت دونوں کا تجربہ ہے۔ منا طالب علمی کے دور سے ہی کانگریس سے وابستہ رہے ہیں۔ الٰہ آباد یونیورسٹی طلبہ یونین کے صدر رہ چکے منا کو اس وقت شہرت ملی جب ۱۹۷۷ء کے پارلیمانی انتخابات میں شکست ہوئی تھی۔ اس وقت ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ آج ان کو کانگریس کی رگ رگ اور ایسے حالات میں ملی ہے جب کانگریس بحران سے گزر رہی ہے۔ پیش ہیں ان سے گفتگو کے کچھ اہم اقتباسات

اتر پردیش میں آدھے ممبران اسمبلی پر چل رہے ہیں مجرمانہ مقدمات

اتر پردیش میں کوئی بھی سیاسی پارٹی یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ اس کے یہاں ایسے ممبران اسمبلی نہیں ہیں جن پر کسی طرح کا فوجداری مقدمہ درج نہ ہو۔ اسمبلی میں مجرمانہ پس منظر رکھنے والے آزاد ممبران اسمبلی کی بھی بڑی تعداد ہے۔ چودھویں اسمبلی پر نظر ڈالی جائے تو ایسے ممبران اسمبلی ایسے ہیں جن پر ریاست کے مختلف تھانوں میں مجرمانہ معاملات درج ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ آدھے ممبران اسمبلی ایسے ہیں جن پر پولیس ریکارڈ میں مقدمے درج ہیں۔ الگ بات ہے کہ ان میں سے کسی کو عدالت ابھی تک سزا نہیں دے سکی ہے۔ یہ مقدمات لوٹ، اغوا، قتل اور ریپ وغیرہ کے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک ممبر اسمبلی کے خلاف قتل کا نامزد مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ پولیس اس کی تلاش کر رہی ہے۔ وہ ایسے ممبران اسمبلی اس اسمبلی میں منتخب ہو کر آئے ہیں جو جیل میں مقدمات کی وجہ سے جیل میں رہے۔ جیل سے ہی وہ انتخاب لڑے اور زبردست ووٹوں سے کامیاب ہوئے۔ ایک مجرمانہ معاملہ میں واردات کیے جانے کے بعد پولیس ابھی حال ہی میں ایک ایم ایل اے کو ان کی سرکاری رہائش گاہ سے گرفتار کرنے گئی جبکہ ایک دیگر ایم ایل اے کو بھی راجہ حامی [illegible]

میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ چار ممبران اسمبلی ایسے ہیں جو فرار ہیں۔ پولیس ان کی تلاش کر رہی ہے۔ ایک ممبر اسمبلی تو ایسے ہیں کہ جن کے قتل کے معاملہ میں وہ ملزم ہیں۔ اس کی بیوی ہی جاکر اسمبلی میں پہنچ گئے ہیں۔ [illegible] ایسے ہیں جو جیل سے ہی جیت گئے ہیں جن کے پیچھے بھی پولیس ہاتھ دھو کر پڑی ہوئی تھی۔ ان میں چار ابھی بھی فرار ہیں۔ پولیس ان میں سے ایک کے خلاف قرقی بھی کر چکی ہے۔ اب ان میں سے کئی نے ممبران اسمبلی کی سیکورٹی میں پولیس کو لگا دیا گیا ہے۔

اتر پردیش میں مجرمانہ ریکارڈ رکھنے والے عوامی نمائندوں کا اسمبلی میں پہنچنے کا سلسلہ تقریباً ۱۱ دہائیوں سے جاری ہے۔ ۱۹۸۵ء کے عام انتخابات میں کچھ ایسے ممبران اسمبلی ان کی پہچان کی گئی تھی جن پر مقدمات درج تھے۔ ۱۹۸۹ء کے انتخابات ہونے تک یہ تعداد بڑھ کر ۳۵ کے آس پاس پہنچ گئی۔ ۱۹۹۱ء میں یہ تعداد ۵۰ کے قریب پہنچ گئی۔ ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۶ء میں یہ تعداد بالترتیب ۱۰۳ اور ۱۲۵ تک پہنچ گئی۔ سال ۲۰۰۲ء کے انتخابات نے تو سارے ریکارڈ ہی توڑ ڈالے۔ چودھویں اسمبلی کے لیے منتخب ہونے والے ارکان میں سے ۲۰۲ ایسے ارکان اسمبلی ہیں جن پر مختلف دفعات کے تحت جرائم کے معاملات درج ہیں۔ اس انتخاب میں ۵۵۶۹ امیدواروں میں سے ۱۹۶۵ ایسے تھے جن پر

مجرمانہ مقدمات چل رہے تھے۔ ان میں سے ۲۰۲ کو عوام نے کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ جن میں تو مجرمانہ شبیہ رکھنے والے ایسے عوامی نمائندے ہیں جو مختلف سیاسی پارٹیوں کے پرچم کے نیچے قسمت آزما رہے تھے۔ لیکن ان کو کامیابی نہیں ملی۔ ان میں سے کچھ آزاد امیدوار انتخابی میدان میں کود پڑے جو جیتنے میں ناکام رہے اور انتخابات کے انتظار میں جیب ہو کر بیٹھ گئے۔ پولیس اور دوسری خفیہ ایجنسیوں کے پاس درج ریکارڈ کے مطابق ۱۳۶ ایسے ممبران اسمبلی ہیں جن پر پولیس سے زیادہ مقدمات ہیں۔ ۲۰۲ ممبران اس فہرست میں کوئی ایسا ممبر اسمبلی نہیں ہے جس پر ۵ یا ۱۰ سے زیادہ مقدمات درج نہ ہوں۔ بہت سارے ایسے ہیں جن پر [illegible] کے مقدمات درج ہیں۔ تقریباً سبھی کے خلاف مقدمات درج ہیں۔ لیکن کچھ پر ڈکیتی، لوٹ، اغوا کے ساتھ ساتھ بھی ہیں۔ کچھ ایسے وزیر بھی ہیں جن پر مختلف دفعات کے تحت مقدمات چل رہے ہیں۔ اسمبلی انتخاب کے دوران بی جے پی کے جلسے میں ہنگامہ کرنے والے ایک لیڈر کو اس مرتبہ عوام نے منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجا ہے۔ ان پر بہت زیادہ مقدمات درج ہیں۔ اسمبلی انتخابات میں ایک امیدوار ایسے ہیں جو جیت کر اسمبلی میں پہنچے اور ان کے اور ان کے خلاف امیدوار کی مقامات پر اپنے حلقے اور بیرون تک نہیں جا سکے۔ کئی انتخاب میں تو [illegible]

امریکہ اور یوروپ کی منفعت پرستانہ پالیسی اور عالم اسلام

تحریر: مولانا محمد اسجد قاسمی

ابھی حال میں چند ہفتوں قبل ایک ٹی وی چینل نے امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کے سابق صدر کا ایک انٹرویو نشر کیا تھا، ان سے سوال کیا گیا تھا کہ عالم عرب اور عالم اسلام میں عام طور پر بادشاہی اور آمرانہ نظام حکومت چل رہا ہے، امریکہ اس نظام کو پسند کرتا ہے، اسی کی تائید کرتا ہے اور آئندہ اسی کو باقی رکھے جانے کا خواہاں ہے، جبکہ عالم عرب و اسلام کے عوام کے رجحانات ایسے نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے اس رویہ سے عرب ملکوں کے عوام بے حد ناخوش ہیں، اور امریکہ کے خلاف ان کے دلوں میں غصہ کی آگ مشتعل ہے۔ آخر وہ کون سے اسباب ہیں کہ امریکہ ان ملکوں میں خالص جمہوری نظام اور آزادانہ انتخابی طریقہ کار کے بجائے شخصی شاہی نظام برقرار رکھے جانے پر مصر اور اس کا حامی بنا ہوا ہے؟

سی آئی اے کے سابق صدر کا جواب تھا کہ "دوسری عالمی جنگ کے موقع پر امریکہ نے محض اپنی مصلحت اور منفعت کے پیش نظر اور اپنے مقاصد کے حصول کے مقصد سے سابق سوویت یونین کے اسٹالن جیسے جابر ڈکٹیٹر سے رابطہ رکھے اور ہزاروں لاکھوں معصوم افراد کے خون سے آلودہ دامن والے شخص کے ساتھ اتحاد اور مفاہمت کی تھی، اور اس مفاہمت کے پس پردہ امریکہ کے پیش نظر بس اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کی ہم تھی، معصوم بے قصور جانوں کے ضیاع کا اسے مطلق احساس نہ تھا، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امریکہ کی نگاہ میں اس کی اپنی مصلحتیں ہمیشہ دوسروں کی مصلحتوں سے اہم اور اخلاق و اقدار کی رعایت سے زیادہ قابل اعتناء ہوتی ہیں، اب عرب ملکوں میں آزاد جمہوری نظام کے بجائے سابقہ شخصی و شاہی آمرانہ نظام کے جاری رہنے پر اصرار کو بھی امریکہ کی اسی سوداگرانہ اور منفعت پرستانہ پالیسی کی روشنی میں دیکھا جانا چاہئے، جمہوری نظام میں امریکہ کے لئے یہ دقت ہوگی کہ وہ عمل گراں ملکوں میں اپنے تصرفات نافذ نہ کر سکے گا اور اس کی راہ میں اڑچن آنے کی جگہ وہاں کے موجودہ نظام میں وہ آزادانہ بے ساختی آمرانہ رول ادا کرے گا جو عوام کی آزادی اور سلامتی پر حملے کر سکے گا، جسے چاہے گا بادشاہ بنوا سکے گا اور جسے چاہے گا معزول و اسیر کرا سکے گا، یا ان کے لئے عرصہ حیات تنگ کر سکے گا، اپنی اسی پالیسی کی وجہ سے امریکہ عرب ملکوں میں شخصی نظام حکومت کی بڑا مخالفت کرتا ہے۔

یہ حقیقت ایک عرصہ سے طشت ازبام ہو چکی ہے کہ امریکہ عرب اور مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہے، افغانستان میں مسلسل تباہی، فلسطین کی حالت زار اس کی دلیل ہے۔

> ## اور مسلمان ہونا بڑا جرم ہے
>
> میں جو جید اور الحاد الغام ہند میں
>
> پہلے آزاد وجہ ور کا یہ ملک تھا
>
> میں یہیں پہ پلا
>
> مجھ کو باپ نے تعلیم دی
>
> سلیقے ہے یہیں تھا اسی میں ٹانچا ہوں
>
> کیا خبر تھی سروں کو میں گجرات میں
>
> "جرم" میرا یہ ہے کہ مسلمان ہوں
>
> اور مسلمان ہونا بڑا جرم ہے
>
> کیونکہ یہ ملک اک سیکولر ملک ہے
>
> احسن مفتاحی

اور سب سے بڑا ثبوت خود قضیہ فلسطین ہے، امریکہ مسلسل اسرائیل کی مدد کر رہا ہے، شیرون کی سفاکانہ اور مجرمانہ سرگرمیوں اور اقدامات کو حق بجانب قرار دے رہا ہے، ساتھ ہی عرب کی تمام آمرانہ حکومتوں پر اپنے پنجے گاڑ کر اور وہاں کے غیر مسلم عوام کے آزادی اظہار رائے کے تمام تر حقوق سلب کر رہا ہے، اور اسی وجہ سے مسلم قوم وہاں اپنے ثقافتی دور کا آغاز کرنے اور ترقی و بیداری کی مہم شروع کرنے پر شدید رکاوٹوں کا سامنا کر رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ امریکہ اور یورپ نے مسلم اور عرب ملکوں میں اخلاق و اقدار وطن کو زوال، سماج میں فساد اور بگاڑ کو آخری سطح تک پہنچانے کے مقصد سے تمام ذرائع اور وسائل اختیار کئے ہیں، اور ان کا خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔

امریکہ کی یہ مجرمانہ اور شاطرانہ پالیسی بالکل عیاں ہے، فلسطین میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ سب امریکہ کی شہ پر اسرائیل کے ہاتھوں ہو رہا ہے، اگر امریکہ مسئلہ فلسطین کے حل میں مخلص ہوتا تو وہ اسرائیل کی ظالمانہ سرگرمیوں کی کبھی تائید نہ کرتا، مگر ایک طرف تو وہ اسرائیل کو تائید اور کھلی چھوٹ دے رہا ہے اور دوسری طرف فلسطین کا مسئلہ سلجھانے میں اپنی بے لوثی کا شور بھی کرتا ہے، یہ مکر و فریب اب مخفی نہیں رہا، ایک عرب ملک کے وزیر خارجہ کا بیان اسی طرف مشیر ہے کہ امریکہ سمجھتا ہے اپنی سیاست میں وہ اقدار و اخلاق کی پاسداری نہیں کرتا ہے اگر ہوا ہوتا ہے تو کا ہے کا اندیشہ کی جائیں ہو کو کٹ ساتوں کے حق باتوں مجھ سے نہیں مگر انجم سے وابستہ ہیں تجاویز کے بے قصور پر لامحدود انداز سے اور بے جوازی مظالم پر پابندی عائد کی جائے وہ حد ضروری ہوگئی ہے۔ یہودی بستیاں قائم کی جا رہی ہیں، پھر ہٹا دی جاتی ہیں، پھر لوٹ آتے ہیں، اور یہی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں، جبکہ عرب ممالک خاموش ہیں۔ فلسطین میں خون مسلسل بہہ رہا ہے، کوئی احتجاج تک نہیں کر رہا ہے، اس المیہ کی ذمہ داری کس پر ہے، سب سے اولین ذمہ داری عرب حکومتوں پر ہے، پھر امریکہ پر خاص طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ اس کا نوٹس لے۔

اقوام متحدہ میں فلسطین وفد کے سربراہ کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ اسرائیل کے کھلم کھلا حامی امریکہ کے دباؤ میں آکر فلسطینی مسئلہ میں غیر جانبدارانہ رول نہیں ادا کر رہی ہے، امریکہ فیصلہ کن موقعوں پر "ویٹو" کرا پاور کا حق استعمال کر کے اسرائیل کو مدد دے رہا ہے، ایسے میں اب عربوں کے سامنے یہی راستہ ہے کہ اپنی ذاتی قوت پر بھروسہ کریں اور اپنے عسکری، سیاسی اور اقتصادی ذرائع کو مجتمع کر کے اور انہی کی مدد سے آگے بڑھیں۔

شیرون نے مارچ ۲۰۰۱ء میں کہا تھا کہ مجھے سو دن کا موقع دیا جائے، میں انتفاضہ ختم کر دوں گا، مگر اب ایک سال سے کافی زیادہ عرصہ گزر چکا اور انتفاضہ پہلے سے زیادہ قوی اور منظم ہو چکا ہے۔

موجودہ حالات میں بظاہر اب یہی راہ نظر آتی ہے کہ ہماری مسلم حکومتیں امریکی پالیسی کی تقلید سے کنارہ کشی ہو کر اپنے عوام کے موقف کو اختیار کریں اور فلسطینی حقوق کی بحالی، اسرائیل کے مقاطعہ و مقابلہ اور تمام مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی کی مہم لے کر اٹھ کھڑی ہوں، اس راہ کی مشکلات برداشت کریں، مخلص جدوجہد کے نتائج بہر صورت ظاہر ہوں گے۔ (بشکریہ "الندوہ" لکھنؤ، جون ۲۰۰۳ء، شمارہ ۲۲۳)

سینٹرل انڈسٹریل سیکورٹی فورس میں ملازمت حاصل کیجئے

صفحہ روزگار

مرکزی حکومت کے تحت کام کرنے والی سینٹرل انڈسٹریل سیکورٹی فورس (سی آئی ایس ایف) ایک ایسی نیم فوجی فورس ہے جس کا مقصد مرکزی حکومت کے خاص اور پرائیویٹ اہم صنعتی اداروں کو بہتر اور چست سیکورٹی نظام مہیا کرانا ہے۔ اس مقصد سے ہی سی آئی ایس ایف عمل میں آئی تھی۔ آج کے موجودہ حالات میں نہایت اہم سرکاری اداروں کو تحفظ فراہم کرنا ایک چنوتی اور جوکھم بھرا کام ہے۔ دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں میں بھی کام کسی جنگ سے کم نہیں، مثلاً شمال مشرقی علاقے میں سیلوں دور تک پھیلے تیل صاف کرنے کے کارخانے ہوں یا کوئی بھی دہشت گردوں کی حرکتوں پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ ان اداروں میں کام کرنے والے افراد کو تحفظ دینا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اس لئے سی آئی ایس ایف کے زیادہ تر جوان انہیں علاقوں میں تعینات کئے جاتے ہیں۔ اندرونی اور بیرونی دونوں طرف سے بڑھتے خطرات کے پیش نظر آج سی آئی ایس ایف میں ملازمین کی تعداد تقریباً ۹۰ ہزار ہو چکی ہے۔ فی الحال اس فورس کے ذریعہ سلامتی کے لحاظ سے ملک کے تقریباً ۲۵۰ اداروں کو بھی سی آئی ایس ایف کو سونپے جانے کا امکان ہے۔ جس کی وجہ سے اب تک ۱۹ بڑے ہوائی اڈوں کی سیکورٹی کی ذمہ داری سی آئی ایس ایف کے سپرد کی جا چکی ہے، ہوائی اڈوں کو سیکورٹی کے لحاظ سے کافی حساس مانا جاتا ہے۔ اس بارے میں سی آئی ایس ایف میں اپنے اس شعبے کی شروعات کیلئے تقریباً ۱۸ ہزار کارکنان کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

سیکورٹی نظام کے تئیں بڑھتے ہوئے رجحانوں کو دیکھتے ہوئے سی آئی ایس ایف کا پورا نظام ایک منفرد شکل ہے جو ضرورت پڑنے پر فل پیکیجڈ سے شدہ نظم مہیا کرانے کے بعد اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔

بھی طرح کے نیم فوجی دستوں میں امیدواروں کا طریقہ انتخاب ایک جیسا ہے۔ ان کے عہدے، تنخواہ، تشکیل اور ملازمت کی شرائط ایک ہی جیسی ہیں لیکن ان کے طریقہ کار میں کافی فرق ہے۔ سی آئی ایس ایف کے معاملے میں تو یہ فرق کافی زیادہ ہے۔ سی آئی ایس ایف کو کیریئر کے طور پر چننے کے لئے امیدواروں کے پاس ان کی قابلیت، عمر اور جسمانی معیار کے لحاظ سے کئی متبادل ہیں۔ فرسٹ کلاس افسر کی تقرری سے لیکر تیسرے درجے کے انتخاب کے بعد امیدواروں کو نہایت ضروری تربیت دی جاتی ہے جو کہ ملک بھر میں پھیلے سات مراکز میں دی جاتی ہے۔ یہ بھرتی مرد و خواتین دونوں کے لئے اور سیدھی بھرتی کے لحاظ سے پوری ہوتی ہیں۔ عہدوں اور براہ راست بھرتی کے لحاظ سے سی آئی ایس ایف دو طرح کے درجات ہیں۔ (۱) گزیٹیڈ (۲) نان گزیٹیڈ۔

(۱) گزیٹیڈ عہدہ کے تحت اسسٹنٹ کمانڈنٹ کا عہدہ ہے جس عہدے کے لئے انتخابی عمل سیدھی بھرتی کے تحت یا ترقی و تقرری کی بنیاد پر سالانہ شدہ فیصد حصوں میں بٹے ہوتے کی جاتی ہے۔ مثلاً براہ راست بھرتی کے لئے پچاس فیصدی عہدے حاصل ہیں۔ اس کا انتخاب یونین پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سول سروس کے تحت کے امتحان سے ہوتا ہے۔ پچاس فیصدی دیگر اسامیاں ترقی کی بنیاد پر بھری جاتی ہیں۔ اس کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ امیدوار انتظامی انسپکٹر کے طور پر پانچ سال تک پابندی سے ملازمت میں رہا ہو اور اس نے اپنا میٹرک امتحان یا اس کے مساوی امتحان کسی منظور شدہ بورڈ سے پاس کیا ہو۔ ایسے امیدواروں کا انتخاب یونین پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین یا آئی جی سی آئی ایس ایف اور ڈائرکٹر یا ڈپٹی سکریٹری وزارت داخلہ شامل کرتے ہیں۔

نان گزیٹیڈ عہدہ

اس درجہ کے تحت انسپکٹر سے لے کر چوتھے درجہ کے ملازمین آتے ہیں اور ہر ایک کے لئے انتخابی عمل الگ الگ طے ہیں۔ اس درجہ کے تحت پانچ ذیلی درجات بنائے گئے ہیں جو اس طرح ہیں: (۱) سب انسپکٹر (۲) اسسٹنٹ سب انسپکٹر (۳) ہیڈ کانسٹیبل (۴) کانسٹیبل (۵) چوتھے درجے کے ملازمین جیسے موچی، دھوبی، بڑھئی، نائی، مستری، مالی، دھوبی، صفائی کرمچاری وغیرہ۔

(۱) سب انسپکٹر کا عہدہ: کاموں کے مطابق یہ عہدہ الگ الگ انداز میں بٹا ہوا ہے جیسے سب انسپکٹر (انتظامی) سب انسپکٹر (فائر) سب انسپکٹر (اسٹینوگرافر)

(۱) سب انسپکٹر (انتظامی) عہدے کے لئے ضروری قابلیت گریجویشن کے ساتھ ساتھ این سی سی کا بی یا سی سرٹیفکیٹ ہونا چاہئے اور عمر کی حد ۲۰ سے ۲۵ سال طے ہے۔ اس عہدے کے لئے انتخاب اسٹاف سلیکشن کمیشن کی جانب سے تحریری امتحان کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ سب انسپکٹر (فائر، منسٹیریل اور اسٹینوگرافر) کا انتخاب محکمہ خود کرتا ہے اس کے لئے تحریری امتحان جسمانی جانچ، طبی جانچ اور انٹرویو کی بنیاد پر امیدواروں کا انتخاب کرتا ہے۔ مندرجہ بالا سبھی انسپکٹروں کیلئے عمر کی حد ۱۹ سے ۲۵ سال طے ہے۔ کلرک کے امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ ہندی اور انگریزی میں ٹائپ کی رفتار ۳۵/۳۰ لفظ فی منٹ ہو۔

(۳) ہیڈ کانسٹیبل کام کے مطابق اس عہدے کیلئے دو درجات بنائے گئے ہیں جس کے تحت کانسٹیبل (عام ڈیوٹی) اور ہیڈ کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل (رائٹر) آپریٹر آتے ہیں۔

(باقی صفحہ پر)

گجرات میں اسمبلی انتخابات

کیا ...

گجرات میں ووٹوں کی جنگ کی گھڑی امید کے مطابق آ ہی گئی ہے۔ [illegible]

صحیح تو یہ ہے کہ ابھی کل تک گجرات کانگریس پوری طرح مایوس تھی، حالیہ فسادات میں ہونے والی ہندو غول بندی کے بعد اس میں زندگی ڈالنے کے لئے کانگریس کو کسی دوا کا انتظار تھا جو واگھیلا کی شکل میں مل گئی ہے۔

[illegible]

گجرات انتخابات

الیکشن کمیشن اور گجرات ...

[illegible]

میں بی جے پی کو اندر اور باہر سے بہت اچھی طرح جانتا ہوں

گجرات میں کانگریس کے نئے صدر جناب واگھیلا کا انٹرویو

■ آپ کی قیادت میں کانگریس کتنی سیٹیں جیتنے جا رہی ہے؟

■ [illegible]

[illegible]

امریکہ کی تین ریاستوں میں حلال اشیاء قانون

امریکہ کی ریاست [illegible]

... لیڈر گرفتار

[illegible]

افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے [illegible]

... کانفرنس

[illegible]

... سزا

[illegible]

علاقائی خبریں

بھکاری کی جیب میں نوٹوں کی بھرمار

...ھیلا مودی کو پچھاڑ سکیں گے؟

ریاستی صدر کے عہدے سے ہٹائے جانے والے امرسنگھ چودھری بھی واگھیلا کے آنے سے کافی خوش نظر آ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا "گزشتہ کچھ عرصے سے مودی بے حد گراوٹ پر اتر آئے ہیں صرف واگھیلا جی ہی ان کو معقول جواب دے سکتے ہیں۔

ہم زبردست ووٹوں سے الیکشن میں کامیابی حاصل کرینگے

گجرات کے کارگزار وزیر اعلیٰ نریندر مودی کا انٹرویو

...سلی انتخابات

...حکومت ٹکراؤ کی راہ پر

مومن ہر حال میں قابلِ احترام ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ کی ایک نابغۂ روزگار تحریر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والے (سب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہیں۔ آگے فرماتے ہیں کہ نہ ایمان والے مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے۔ آگے فرماتے ہیں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے۔ یعنی کسی سے دوسرے کی تحقیر ہو۔ آگے فرماتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ آگے فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ (سورۃ الحجرات)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی کو (بلا وجہ) برا بھلا کہنا فسق ہے اور اس سے (بلا وجہ) لڑنا (قریب) کفر ہے۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص (لوگوں کے عیوب پر نظر کرکے اور اپنے کو عیوب سے بری سمجھ کر بطور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہوگئے تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے (کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے)۔ (مسلم)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ چغل خور (اول وہلہ میں بدون سزا) جنت میں نہ جاوے گا۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے بدتر (حالت میں) اس شخص کو پاؤ گے جو دو رویہ ہو، یعنی جو ایسا ہو کہ ان کے منہ پر ان جیسا، ان کے منہ پر ان جیسا۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (غیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرو کہ (اگر اس کو خبر ہو تو) اس کو ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ یہ بتلایئے کہ اگر میرے (اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی برائی کرتا ہوں)۔ آپ نے فرمایا اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

سفیان بن اسد حضرمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ تو اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے۔ (ابو داؤد)

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلاوے (اس گناہ سے) وہ شخص نہ مرے گا جب تک کہ خود اس گناہ کو نہ کرلے۔ (یعنی عار دلانے کا یہ)

وبال ہے۔ اگر کسی خاص وجہ سے ضرورت ہو اور بات ہے۔ اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے کا کچھ مضائقہ نہیں۔ (ترمذی)

حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دنیوی یا دینی بری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمادے اور تجھ کو مبتلا کردے۔ (ترمذی)

عبدالرحمن بن غنمؓ اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں۔ (احمد، بیہقی)

حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کر اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کر

(جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو تو پورا نہ کرے۔ (ترمذی)

البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کرسکے تو معذور ہے۔ چنانچہ زید بن ارقمؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر پورا نہیں کرسکا اور وقت پر نہ آسکا تو اس پر گناہ نہیں۔ (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گیا ہو) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابو داؤد، ترمذی)

عیاض مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے، اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے)۔ (مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم

نہیں کرتا۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اس شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے۔ (بخاری مسلم)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمہ رکھے خواہ وہ یتیم اس کا (کچھ لگتا) ہو اور خواہ غیر کا ہو ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اور آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کردیا (کیونکہ نبی اور غیر نبی) میں فرق تو ضروری ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے۔ (بخاری)

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول

خواہ مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کروں گا مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دو یہی تمہاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑ دے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی تنگی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی تنگیوں میں سے اس کی تنگی دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنت میں نہ جاوے گا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے مطمئن نہ ہو (یعنی اس سے ساتھ چین سے رہ سکتا ہو)۔ (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور نیک کام کی نصیحت نہ کرے اور برے کام سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر اس کو نیکی کی رغبت دلایا کرے بری بات سے روکے)۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قادر ہو اور اس کی حمایت کرے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرماوے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرماوے گا۔ (شرح سنہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی) کا کوئی عیب دیکھے پھر اس کو چھپالے (یعنی دوسروں سے ظاہر نہ کرے) تو وہ (ثواب میں) ایسا ہوگا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا)۔ (احمد، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر (اپنے بھائی میں) کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) دور کردے (جیسے آئینہ داغ دھبہ چہرہ کا اس طرح صاف کردیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کردیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اسی طرح اس شخص کو چاہیے کہ اس کے عیب کی اطلاع بطور اصلاح کردے نصیحت کردے)۔ (ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبے پر رکھو (یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبے کے موافق برتاؤ کرو، سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو)۔ (ابو داؤد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وہ شخص (پورا) ایماندار نہیں جو خود پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی اس کے برابر میں بھوکا رہے۔ (بیہقی)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت (اور محبت) کا محل (اور مادہ) ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے الفت نہ کرے (یعنی سب سے روکھا رہے) اور نہ لوگ اس سے ملیں جب سب سے مل کر رہا تو الفت کی حالت کا یہ ہے کہ ان کی ایذا کا تحمل کرنا ہوتا ہے۔ (احمد، بیہقی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے

(باقی صفحہ ۲ پر)

نعت

نتیجۂ فکر: نسیم مظاہری پرتاب گڑھی

اُن کا ہوگا اگر ہم پہ چشمِ کرم تو مدینہ ضرور ایک دن جائیں گے
روضۂ پاک پر ہم ادب سے کھڑے حالِ دل اپنا رو رو کے بتلائیں گے
صبح سے شام تک شام سے صبح تک اس قدر اپنے آنسو بہائیں گے ہم
یا تو ہوگا مداوا مرے درد کا یا وہیں اُن کی چوکھٹ پہ مرجائیں گے
عشقِ احمدؐ میں یوں ہے مری زندگی جیسے ہے آب ماہی کی کوئی ہو پری
جانے کب میرے آقا مرے حال پر اپنی شفقت سے احسان فرمائیں گے
جب گئے آپ معراج کے واسطے انبیاء سارے بیت المقدس میں تھے
اک زباں ہو کے سب نے کہا اے نبی کر کے سجدے پہ آج آپ ہی آئیں گے
پہنچے سدرہ تو جبریلؑ نے یوں کہا اے نبی آگے بڑھنے سے عاجز ہوں میں
اس کے آگے بڑھا یا جو میں نے قدم بے یقیں بال و پر میرے جل جائیں گے
واپسی پر نمازوں کا ہدیہ ملا ساری امت کو رحمت کا تحفہ ملا
مرحبا کی صدا اس نے بڑھ کر کہا جانے ایک دن آپ پھر آئیں گے
حشر کا وہ سماں الاماں الاماں نفسی نفسی میں ہوگا ہر اک انس و جاں
ساری امت کو جب پیاس تڑپائے گی جام کوثر سے تسکین فرمائیں گے
پیارے آقا کے ہر ایک فرمان کو اے نسیم اپنے دل میں بسائے رہو
ورنہ ہوگا مصیبت کا جب سامنا وہ شفاعت سے انکار فرمائیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بے خوابی اور بخار میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو موسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحب حاجت آتا تو آپ (صحابہ سے) فرماتے کہ تم سفارش کردیا کرو، تم کو ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے حکم دے (یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا مگر تم کو سفارش کا ثواب مل جاوے گا اور یہ اس وقت ہے جب جس سے سفارش کی جاوے اس کو گرانی نہ ہو جیسا کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا)۔ (بخاری مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا آدمی کے لیے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہوتب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کو نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا) خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ان کی غیبت وغیرہ کرو۔ (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کیلئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو

مسٹر ایڈوانی کی بحیثیت نائب وزیر اعظم تقرری

کیا ایڈوانی بی جے پی کو بے اثر کر سکیں گے؟

گذشتہ ماہ جب مسٹر لال کرشن ایڈوانی کو نائب وزیر اعظم بنایا گیا تو عام خیال یہ تھا کہ اب واجپئی کی اہمیت کم ہو جائے گی اور پی ایم او کا رول بھی کم ہو جائے گا مگر پی ایم او کے ایک سینئر افسر کا کہنا ہے کہ لال کرشن ایڈوانی کو کام میں بہتری لانے یا وزیر اعظم کا کام ہلکا کرنے کیلئے نہیں بلکہ سیاسی وجوہات کے تحت نائب وزیر اعظم بنایا گیا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ وزیر اعظم نے مسٹر ایڈوانی سے کہا تھا کہ وہ پارلیمنٹ میں کشمیر سے متعلق تحریک التوا کا جواب دیں تاہم ان کو پی ایم او کی طرف سے خصوصی اختیارات نہیں دیئے گئے ہیں۔ ان کو کولکتہ کا ان کی وزارت کا چارج بھی بطور ایجنڈا نہیں دیا گیا ہے تاکہ نائب وزیر اعظم کی حیثیت سے۔ یہ چارج پہلے مسٹر جسونت سنگھ کو دیا جاتا تھا اور ان کے کابینہ میں شامل ہو جانے کی وجہ سے ہی یہ وزارت ایڈوانی کو سونپ دی گئی ہے۔ پی ایم او کے مسٹر ایڈوانی کو کوئی بھی نیا پورٹ فولیو نہیں دیا ہے سوائے جموں و کشمیر کے جو وزیر داخلہ کی حیثیت سے شروع سے ہی ان کے پاس ہے۔

دوسرے جو شعبے جب وزیر اعظم کے دفتر کو دیئے گئے ہیں۔ ان کو مختلف وزارتوں سے لیا گیا ہے۔ مسٹر ایڈوانی کو بارڈر سیکورٹی فورس، سنٹرل ریزرو پولیس فورس اور انڈو تبت بارڈر پولیس فورس کی جدید کاری کے لیے کچھ مالی اختیارات بھی دیئے گئے ہیں۔

وزیر اعظم کے دفتر کا اب بھی وزارت خارجہ کے معاملات، معاشی فیصلوں، سرمایہ کاری اور ان کے بنیادی ڈھانچے سے متعلق معاملات پر پورا کنٹرول ہے اور ان معاملات میں آخری فیصلہ پی ایم او ہی لیتا ہے۔ اس کے علاوہ نیشنل سیکورٹی کونسل اب بھی وزیر اعظم کے پاس ہی ہے جس کے بارے میں یہ رپورٹ آئی تھی کہ اس کو نائب وزیر اعظم کے چارج میں دے دیا گیا ہے۔

وزیر اعظم کے دفتر کے مطابق ابھی کوئی فوری منصوبہ اس بات کا نہیں ہے کہ نائب وزیر اعظم کو ایک علاحدہ دفتر دیا جائے۔ اس مزید ذمہ داری کی وجہ سے ان کو افسران اور دیئے گئے ہیں۔ پی ایم او (وزیر اعظم کے دفتر) نے پانچ اور آئی اے ایس افسران کی ایک لسٹ تیار کی ہے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ایڈوانی ان میں سے اپنی پسند کا کوئی افسر لے سکیں لیکن ان کی تقرری واجپئی جی کی مرضی سے ہی ہو سکے گی۔

اس کے علاوہ رپورٹوں کے برعکس نائب وزیر اعظم کے دفتر میں افسر شاہوں کی تقرری میں مسٹر ایڈوانی کا رول اتنا ہی ہو گا کہ جتنا حکومت کا وزارتوں میں تقرری میں ہوتا ہے۔ کابینہ کمیٹی برائے تقرری کو اس معاملہ میں حتمی اختیار ہوتا ہے۔ امیدواروں کے انتخاب میں ایڈوانی کا رول بہت محدود ہو گا۔ اس سلسلہ میں آخری منظوری کمیٹی کے سربراہ کی جانب سے آتی ہے اور سربراہ ہونے کی حیثیت سے مسٹر واجپئی وزارت داخلہ سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایڈوانی جی کو نائب وزیر اعظم کے عہدے پر ترقی خود واجپئی نے ہی دی ہے تاہم اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ایڈوانی جی کو ۲۰۰۴ء کے عام انتخابات میں این ڈی اے کے وزیر اعظم کے طور پر پیش کیا جا سکے کیونکہ اس بات کا پورا امکان ہے کہ واجپئی جی آئندہ پارلیمانی انتخاب تک انتخابی سیاست سے دستبردار ہو جائیں گے۔

سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ ایڈوانی جی کو نائب وزیر اعظم بنانے سے جسونت سنگھ اور سینئر پارٹی لیڈر اور وزیر دفاع جارج فرنانڈیز کے درمیان اس عہدے کے لیے مقابلہ آرائی ختم ہو گئی ہے۔ جب مسٹر واجپئی نے لال کرشن ایڈوانی کو نائب وزارت عظمیٰ دینے کا اعلان کیا تو ڈی ایم کے اور ممتا بنرجی نے اس کی مخالفت کی لیکن دونوں نے ہی آخری فیصلہ مسٹر واجپئی پر چھوڑ دیا تھا۔ این ڈی اے میں شامل پارٹیوں کی مخالفت کی وجہ سے ہی لال کرشن ایڈوانی کو نائب وزیر اعظم بنانے کا فیصلہ لینے سے بہت دنوں سے گریز کیا جا رہا تھا لیکن بہرحال آر ایس ایس کے زبردست دباؤ کے سامنے ان کو جھکنا پڑا تھا۔

بی جے پی اور آر ایس ایس میں اس بات کو لے کر فکر ہے کہ واجپئی جی کی پریشانیاں کے بعد وہ کامیابی کے ساتھ دور کرنے کی وجہ سے جارج فرنانڈیز کا قد این ڈی اے میں لگاتار بڑھ رہا ہے۔ جسونت سنگھ کی وزیر اعظم کے عہدے تک بڑھتی ہوئی قربت بھی آر ایس ایس کے لیے فکر کا باعث تھی ہی اس موقع پر سنگھ نے اپنے خاص مہرے ایڈوانی کو آگے لانے کی سوچی۔ یوپی، اتراکھنڈ اور پنجاب میں پارٹی کی بری طرح ہار کو دیکھتے ہوئے آر ایس ایس واجپئی سے کافی پریشان تھا۔ سنگھ کا کہنا تھا کہ پارٹی کا یہ حال اس لیے ہوا ہے کہ پارٹی ہندوتو کے اپنے سخت ایجنڈہ سے ہٹ گئی ہے اور ایڈوانی سخت گیر ہندوؤں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

آئندہ سال نو ریاستوں میں اسمبلی انتخابات ہونے والے ہیں اور اس کے بعد والے سال میں لوک سبھا انتخابات ہوں گے تو ان میں مسٹر ایڈوانی بی جے پی کی کمان سنبھالیں گے اور اس کام کیلئے اب وہ ووٹروں سے رابطہ قائم کریں گے تو نائب وزارت عظمیٰ کا عہدہ ان کے لیے معاون ثابت ہو گا۔

سیاسی مبصرین کے مطابق ایڈوانی کو نائب وزیر اعظم بنانا ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایڈوانی اور واجپئی میں کون زیادہ طاقتور ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ ابھی پوری مدت کے دوران واجپئی کا ہی حکم چلے گا حالانکہ واجپئی چاہتے ہیں کہ ایڈوانی ان کے جانشین بنیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس بات کو ثابت کر دیں کہ وہ ابھی غیر موثر نہیں ہیں جتنا کہ ان کو ہم میں بیکرین نے پیش کیا ہے۔ □□

نائب صدر جمہوریہ کیلئے سشیل کمار شنڈے اپوزیشن کے متفقہ امیدوار

سماجوادی پارٹی نے شنڈے کی حمایت کر کے بی جے پی کو جھٹکا دیدیا

نائب صدر کے عہدے کیلئے کانگریس امیدوار سشیل کمار شنڈے کو حمایت دے کر سماجوادی پارٹی نے بی جے پی اور اس کی معاون پارٹیوں کی اپوزیشن میں پھوٹ ڈالنے کی حکمت عملی کی ہوا نکال دی ہے۔

بی جے پی کے پالیسی ساز سماجوادی پارٹی کے اس قدم سے حیران ہیں۔ پہلے ان کو امید تھی کہ صدر کے عہدے کے امیدوار عبدالکلام کو لے کر جس طرح سے سماجوادی پارٹی نے الگ راہ اپنائی تھی اسی طرح کانگریس سے اپنے خراب رشتوں کی وجہ سے وہ شاید ان کے امیدوار شنڈے کی بھی حمایت نہ کرے۔ شنڈے کو حمایت دینے میں سماجوادی پارٹی کی طرف سے ہوئی دیری سے بھی بی جے پی کے پالیسی سازوں کا حوصلہ بلند ہو رہا تھا لیکن سماجوادی پارٹی کے صدر ملائم سنگھ یادو اور جنرل سکریٹری امر سنگھ نے اپوزیشن اتحاد کی خاطر کانگریس امیدوار کی حمایت کرنے کا اعلان کر کے بی جے پی اور این ڈی اے کے امیدوار کو الجھن میں ڈال دیا ہے۔

دراصل صدر کے عہدے کیلئے عبدالکلام کی حمایت کے موضوع پر بائیں بازو کی کمیونسٹ پارٹیوں نے سماجوادی پارٹی پر اپوزیشن اتحاد کو توڑنے کا الزام لگایا تھا۔ صدارتی انتخاب میں سماجوادی پارٹی کے رول کو لے کر جہاں کمیونسٹ پارٹیوں کے تیور جارحانہ تھے وہیں بی جے پی اور اس کی معاون پارٹیاں اس کو اپوزیشن میں پھوٹ ڈالنے کی اپنی حکمت عملی کے کامیاب ہونے کا پیغام دے رہی تھیں۔ سماجوادی پارٹی کے اندر بھی منظم سازش کے تحت یہ بھرم پھیلانے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ سماجوادی پارٹی کا اتحاد کمیونسٹ پارٹیوں سمیت سبھی پارٹیوں سے الگ ہو چکا ہے لیکن سماجوادی پارٹی نے شنڈے کی امیدواری کو حمایت دے کر یہ واضح کر دیا کہ عبدالکلام کیلئے جو حمایت دی تھی وہ خود سماجوادی پارٹی کے چیف ملائم سنگھ یادو اور امر سنگھ نے ان کا نام آگے بڑھایا تھا اس لیے این ڈی اے امیدوار کو حمایت دینا اس کا حزب اختلاف سے الگ ہونا نہیں بلکہ اپنی بات پر قائم رہنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صدر کے عہدے کے لیے عبدالکلام کے نام پر کانگریس کے پیچھے ہٹنے سے جہاں سماجوادی پارٹی کے لیڈروں نے بعد میں کانگریس کو نہ صرف اپنے نقش قدم پر چلنے کو مجبور کیا بلکہ اس کے امیدوار کو میدان چھوڑنے کے لیے مجبور کر کے کانگریس کو سبق بھی سکھا دیا۔ جبکہ نائب صدر کے عہدے کے انتخاب میں کانگریس امیدوار کے نام کی حمایت کر کے سماجوادی پارٹی نے حکمت عملی کے طور پر ایک مرتبہ پھر اپنی سیاسی ہوشیاری کا ثبوت دیا ہے۔

کانگریس امیدوار کی حمایت کر کے جہاں سماجوادی پارٹی نے بی جے پی اور اس کی معاون پارٹیوں کی جانب سے حزب اختلاف کے اتحاد میں دراڑ ڈلوانے کی کوششوں کی ہوا نکال دی ہے وہیں یہ پیغام بھی دے دیا ہے کہ کانگریس سے اپنے تمام سیاسی اختلافات کے باوجود وہ فرقہ پرست طاقتوں کے خلاف ہر قربانی دینے کو تیار ہے۔ اس بارے میں سماجوادی پارٹی کے جنرل سکریٹری امر سنگھ کا کہنا ہے کہ صدر کے عہدے کے لیے ڈاکٹر کلام سماجوادی پارٹی کے امیدوار تھے اور این ڈی اے کو ان کے نام پر راضی ہونے کے لیے مجبور ہونا پڑا یعنی حزب اختلاف کی جیت ہوگی۔

نائب صدر کے عہدے کیلئے بھیروں سنگھ شیخاوت بی جے پی کے امیدوار ہیں ایسے میں سماجوادی پارٹی کا حمایت کرنے کا سوال

(باقی صفحہ پر)

جمعیۃ علما ہند کے ذریعہ گجرات کے اجڑے ہوئے مسلمانوں کو بسانے کے منصوبے تکمیل کے مرحلے میں

ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند مولانا محمود مدنی کے ہاتھوں جمعیت نگر بلول میں متاثرین کو مکانات تفویض کئے گئے — رپورٹ: امین انصاری

احمد آباد: گجرات میں ۲۷ فروری کے بعد مسلسل تین ماہ تک جاری مسلمانوں کی نسل کشی، خواتین کی آبروریزی، املاک کی تباہی اور معصوم بچوں کی لاشوں پر رقص کرنے والے فسطائیت اور شیطانیت کے دعوے دار جن کے ظلم و بربریت کے بیانات کاروائیوں کو سورج اپنے لہو کی روشنائی سے ہندوستان کی تاریخ

میں تقریباً تین ہزار مکانات لوگوں میں تقسیم کیے گئے۔ اور دوسرے مرحلہ میں مزید پانچ ہزار مکانات کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ کنزہ بیشتر گاؤں مکمل ہونے جا رہے ہیں۔ فی الوقت ۲۰ جگہوں پر کام چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ میڈیکل میں چھوٹے بڑے آپریشن دوائیاں اور کھانے پینے کی روزمرہ کی اشیا میں

بچوں کو جمعیۃ علماء نے اپنی نگہداشت میں لیا ہے۔ اور بہت جلد نیا پور میں ایک چھوٹا رن دو تین (بچوں کا گاؤں) بسایا جائے گا۔ جس کے لیے ۵۰ کروڑ سے بھی زیادہ لاگت آئے گی۔ یہاں گزشتہ شب تاریخ گردی حدت پر بھوپال سے میڈیکل ریلیف لے کر ایک جہاز یہاں پہنچا ہے۔ جس کا متاثرین کو فائدہ پہنچے گا۔ فی الحال جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے مولانا سید محمود مدنی نے احمد آباد کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔ جہاں جہاں مکانات کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ جیسے بنگالی کالونی میں ۱۷۶ مکانات بہت جلد پندرہ دنوں میں مکمل کر دیے جائیں گے۔ ان مکانات کی تعمیر کا طلب حیدرآباد کے مخیر حضرات نے متاثرین کے لیے جمع کیا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں مچھو ڈیم ٹوٹنے کے دوران

انصار نگر (موجودہ دور) کو فسادات کے ذریعہ مکمل طور پر برباد کر دیا گیا تھا۔ اس وقت جمعیۃ علماء ہند نے انصار نگر کے نام پر یہاں دوبارہ آبادکاری کے ذریعہ مسلمانوں کو بسایا اور حالیہ فساد میں دوبارہ تہس نہس کر دیا گیا۔ مکانوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ فی الحال یہاں جمعیت کی نگرانی میں چالیس دکانوں اور مکانوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ باپو نگر میں ۱۴۰ مکانات، گھوڑاسر میں ۱۲۵ مکانات کنیز گاؤں میں ۱۲۵ مکانات دانتی واڑہ میں ۴۰ دکان اور مکانات، جہاں احمد آباد سے ۹۵ کلو میٹر دور واقع ہے جنگل کے راستوں سے گذر کر ضلع کھیڑا کے کنیز گاؤں کے باشندوں نے بتایا کہ فسادیوں کے ڈر سے ہم گھنے جنگلوں میں بھوکے پیاسے دس دنوں تک پوشیدہ رہے۔ بارہ سالہ معصوم بچوں نے سسکیوں کے دوران



کنیز گاؤں میں فسادات سے متاثرین خواتین و بچے جن کے مکانات جلا دیے گئے تھے ان کے مکانوں کا افتتاح اور تعمیر شدہ مکانوں کا معائنہ کرتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا محمود مدنی صاحب



احمد آباد سے ۹۵ کلو میٹر دور بلول میں جمعیت نگر کا افتتاح کرتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمود اسعد مدنی، گجرات کے ناظم اور دیگر معززین اور جمعیۃ علماء ہند کے کارکنان

مرتب کرے گا۔ ایسے تباہی و بربادی کو دیکھتے ہوئے گاؤں کے درمیان جمعیۃ علماء ہند دور دراز کے مقامات پر جا جا کر فسادزدگان کی خیر و عافیت اور ان کی سلامتی کے لیے شب و روز اپنے فرائض منصبی انجام دیتی رہی۔ گذشتہ دنوں ۲۱ جولائی کو جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمود مدنی کی زیر قیادت دہلی سے ایک وفد یہاں احمد آباد پہنچا اور جہاں فساد متاثرین بے گھر اور بے روزگار لوگوں کی باز آبادکاری کے لیے زیر تعمیر پانچ ہزار مکانات

بھی متاثرین میں تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ مختلف کیمپوں میں ہزاروں کی تعداد میں بے سہارا متاثرین کو جہاں سرکار امداد نہیں دے رہی ہے۔ وہاں جمعیۃ علماء نے اپنا تعاون پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ متاثرین کے بچوں کی اسکولوں کی فیس اور ہر طرح کی امداد جاری ہے۔ کیونکہ ان فسادات کے موقع پر ۲۵۰۰ بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ اور بہت سارے ایسے ہیں جن کا کوئی عزیز و اقارب کے یہاں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ۳۲۰

روتے ہوئے کہا کہ ہم نے بھوک کے چلتے درختوں کی پتیاں توڑ کر کھائیں اور پیاس کے چلتے گڑھوں کا گندہ پانی پینے پر مجبور ہوئے۔ یہاں گاؤں میں پہنچنے کے لیے بہت دشوار گذار راستوں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ اس لیے کنیز گاؤں اس امداد سے محروم رہا۔ سب سے پہلے یہاں جمعیۃ علماء کے ذمہ داروں نے یہیں ریلیف پہنچائی۔ یہاں تقریباً ۱۱۵ متاثرین کو جن کے گھروں کو مکمل طور پر جلا دیا گیا تھا، دوبارہ تعمیر کر کے انھیں ان گھروں میں منتقل کیا گیا۔

متاثرین کے لیے عارضی امدادی کیمپ لگایا ہے جو اب بھی جاری ہے۔ ایڈ کیمپ والی کہتے ہیں کہ نوڈہ والے بچے گھر کے اس ہزار پہلے گذری ہو ریلیف کیمپ میں مقیم ہیں۔ ان پر لگائے گئے الزامات کے خلاف مقدمہ لڑ رہی ہیں۔ بعض نے بھی مسلمانوں کے بیانات جمع کرائے ہیں۔ جلسہ کے اختتام پر مولانا موصوف نے تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ بہت جلد ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ مولانا سید محمود مدنی نے صحافیوں سے



احمد آباد سے ۹۵ کلو میٹر کے فاصلے پر گجرات کے کنیز گاؤں میں جہاں فسادیوں نے مکانات جلا دیے تھے

ضلع کھیڑا کے بلول گاؤں میں جہاں کے ایک غریب اور محنتی علاقہ سے تعلق رکھنے والے رسول خان نے اپنی زمین متاثرین کی باز آبادکاری کے لیے جمعیۃ علماء کو عطیہ میں دی۔ جس پر ۹۲ مکانات تعمیر کر کے جمعیۃ علماء کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمود مدنی کے ہاتھوں ۹۲ خاندانوں کو مکانات تقسیم کیے گئے۔

گفتگو کرتے ہوئے ڈی آئی جی کو تنقید کا نشانہ بنایا، اور جادوئی درس کا تعلیم دینے والے آر ایس ایس کو ملک کے لوگوں کو گمراہ کرنے والا شیطان کہا۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہم نے ہمیشہ آر ایس ایس کی مخالفت کی ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا ۲۰۰۲/۷/۲۵)

اس موقع پر جمعیت نگر بلول کے افتتاحی جلسہ میں مسلمانوں کی حفاظت کرنے والے غیر مسلموں کی بھی مولانا نے ستائش کی۔ مثلاً کرم سنگھ جنھوں نے کنیز گاؤں میں رات آنے والے فسادیوں کو روکنے کے لیے مسلمانوں کو اپنے گھر میں پناہ دی۔ اور ایک کے علاوہ بھی کئی ایسے اشخاص نے

پرینشد کی طرف سے قرآن و حدیث میں ترامیم کا مطالبہ جہالت و شر انگیزی پر مبنی (جمعیۃ علماء ہند)

نئی دہلی — ۲۳ جولائی ۲۰۰۲ء

جمعیۃ علماء ہند نے وشو ہندو پریشد کے قرآن و حدیث میں ترامیم کے مطالبے کو شر انگیز اور اسلام سے ناواقفیت و جہالت پر مبنی قرار دیتے ہوئے اس کی سخت مذمت کی ہے۔ اس کی جانب سے کہا گیا کہ قرآن کی کچھ آیتوں کے سلسلے میں فرقہ پرست بہت عرصے سے مذموم پروپیگنڈہ کر کے اکثریت میں اقلیتوں کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ علماء اسلام متعلقہ آیتوں کے سلسلے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ متعدد بار کر چکے ہیں۔ پریشد اور اس جیسی فتنہ پرور شر پسند تنظیمیں قرآن کی کچھ آیتوں کو سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کرتی ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند نے پوری وضاحت کے ساتھ کہا کہ نہ تو قرآن حکیم میں کوئی ایسی آیت ہے، نہ ذخیرۂ حدیث میں کوئی ایسی حدیث ہے، جس میں غیر مسلموں سے مطلق نفرت کی تعلیم دی گئی ہو۔ جب کہ ویدوں میں غیر آریوں اور داسوں کو کھلے عام جلا دینے اور برباد کر دینے کی بات پائی جاتی ہے۔ برہمن وادیوں نے اپنے مقاصد و عزائم کے تحت ویدک اشلوکوں میں ترمیم و تحریف سے کام لیا ہے۔ اس لیے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں ترمیم و تحریف سے صورت حال میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آسکتی ہے۔ قرآن مجید کے سوا تمام آسمانی مذہبی کتابیں تحریف و ترمیم کی شکار ہوئی ہیں۔ اس لیے اگر وشو ہندو پریشد والے اپنی مذہبی کتابوں کا جائزہ لے کر ان میں کچھ ترمیم کرنے کے لیے تیار ہیں، تو اپنے بڑوں اور پروہتوں کے حق و وارث ہونے کے ناتے وہ اس کے لیے آزاد ہیں۔ لیکن وہ کسی ترمیم کی مسلمانوں سے توقع نہ رکھیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام اور حدیث اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل اور منظوری (تقریر) کا نام ہے۔ مسلمان کلام الٰہی اور حدیث رسول پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں، نہ کہ ان میں ترمیم کرنے والے۔ جمعیۃ علماء ہند نے دو ٹوک انداز میں کہا کہ قرآن میں کوئی قابل اعتراض آیت نہیں ہے۔ اعتراض و نفرت کی بات پریشد کی جہالت اور ذہنی فتور کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید کی جن آیتوں کا حوالہ دیا جاتا ہے، ان سب کا تعلق حالت جنگ میں برسر پیکار افراد سے ہے۔ نہ کہ امن پسند، شانتی پریمی اور باہمی میل جول سے رہنے والے غیر متعلق غیر مسلموں سے۔ قرآن نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ جو غیر مسلم امن کے ساتھ رہتے ہوں، مسلمانوں کو آزادی اور امن کے ساتھ رہنے دیں، ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے۔ اس پر مسلمانوں نے ہمیشہ عمل کیا ہے۔ اسلام سراپا امن و آشتی کا دین ہے۔ جمعیۃ جائزہ کمیٹی نے آچاریہ گری راج کشور کی اس بات کو کہ اسلام کے نظام قانون سے ناواقفیت و جہالت پر مبنی قرار دیا کہ ریاستی معاملات پر بھی مسلمان عمل کیوں نہیں کرتے۔ آچاریہ جی کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے اسلامی احکام کا نفاذ باقاعدہ قائم حکومت سے متعلق ہے۔ شخصی طور پر ہمارے اسلامی احکام کی تنفیذ کوئی انفرادی معاملہ نہیں ہے۔ جب کہ عبادتی احکام پر ہر حال میں حسب استطاعت مطلوب ہے۔ اگر ہندوستانی حکومت شادی شدہ زانی کے لیے سنگساری کا قانون نافذ کرے تو مسلمان اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جمعیۃ نے پریشد کو مشورہ دیا کہ وہ پہلے قرآن و حدیث اور اسلامی نظام قانون کا سنجیدہ مطالعہ کرے، پھر کوئی بات کہے۔

بقیہ: روزگار

(الف) جمعیۃ کانسٹیبل (عام ڈیوٹی) عہدے کیلئے امیدواروں کی عمر ۱۸ سے ۲۳ سال طے کی گئی ہے۔ اس کیلئے تعلیمی قابلیت دسویں پاس ہے اور ریاستی جسمانی معیار کی بھی لازمی تکمیل ہو۔ اس کو عملی سے متعلق تفصیل اور انٹرویو میں پاس ہونا ضروری ہے۔ سائنسی ٹوپیوں کیلئے بھی امتحان اور انٹرویو پاس کرنا ضروری ہے۔

(ب) ہیڈ کانسٹیبل (ڈرائیور / آپریٹر) ان دونوں عہدوں کے لیے امیدوار کی عمر ۲۰ سے ۲۵ سال طے کی گئی ہے۔ تعلیمی قابلیت دسویں پاس ہے۔ اس کے علاوہ ڈرائیور کیلئے اس کے پاس ہلکی اور بھاری گاڑیاں چلانے کا لائسنس ہو اور اس کو اس کام کا کم سے کم تین سال کا تجربہ ہو۔ ان کے لئے تحریری امتحان اور ڈرائیونگ ٹیسٹ اور انٹرویو میں پاس ہونا ضروری ہے۔

(۳) کانسٹیبل: ان عہدوں میں سے ایک عہدے کے لیے امیدواروں کی عمر ۱۸ سے ۲۳ سال ہے۔ جہاں کسی دسویں پاس ہونا ضروری ہے۔ کانسٹیبل عام ڈیوٹی اور ٹریڈز مین کے لیے طریقۂ انتخاب ایک ہے۔ تحریری امتحان، جسمانی ٹیسٹ، طبی جانچ اور انٹرویو میں پاس ہونا ضروری ہے۔ سائنسی ٹوپیوں میں بھی اس معیار پر پورا اترنا ضروری ہے۔

(۵) پولیس کی ... کے لیے امیدوار کی عمر ۱۸ سے ۲۳ سال ہے۔ ... تعلیمی اور تجربہ ... درخواست ... ضروری ہیں۔ ... امتحان ... اسامی کی تعداد ...

فہرست عطیہ دہندگان ریلیف فنڈ جمعیۃ علماء ہند برائے گجرات

قسط [illegible]

بذریعہ مولانا [illegible] حسین صاحب [illegible]
آرگنائزر جمعیۃ علماء ہند

[illegible]

سوتی گنج، شہر میرٹھ

[illegible]

بازار شاہ گھاسہ، شہر میرٹھ

[illegible]

گدڑی بازار شہر میرٹھ

[illegible]

اسلام آباد، شہر میرٹھ

[illegible]

مقبرہ ابو، شہر میرٹھ

[illegible]

(جاری ہے)

بقیہ: ناپاک منصوبہ — صا سے

[illegible]

بقیہ: انٹرویو بے نظیر — صا سے

[illegible]

بقیہ: مومن — صا سے

[illegible]

بقیہ: مجرمانہ مقدمات — صا سے

[illegible]

بقیہ: متفقہ امیدوار — ص۹ سے

[illegible]

منظر پس منظر

منصور علی خاں کاردار

نفرت انگیز مطالبہ — منوسمرتی — بے مقصد کوشش — مخالفت برمحل

نفرت انگیز مطالبہ

جمعیۃ علماء ہند نے قرآن واحادیث میں ترمیم کرنے کے مطالبہ پر بروقت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اس کی سخت مذمت کی ہے اور سنگھ پریوار خصوصاً وشو ہندو پریشد کے اس مطالبہ کو اشتعال انگیز اور مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز مہم قرار دیا ہے۔ جمعیۃ کی جائزہ کمیٹی نے کہا ہے کہ ”قرآن کی کچھ آیتوں کے سلسلے میں فرقہ پرست عناصر بہت عرصے سے مذموم مہم چلا کر انگلیوں کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ جبکہ علمائے اسلام متعلقہ آیتوں کے سلسلے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ متعدد بار کرچکے ہیں۔“ جائزہ کمیٹی نے زور دے کر کہا ہے کہ قرآن واحادیث میں کہیں بھی غیر مسلموں کے ساتھ مطلق نفرت کی تعلیم نہیں دی گئی ہے۔ جمعیۃ جائزہ کمیٹی نے ایک بار پھر واضح کیا ہے کہ جن آیتوں کا حوالہ دیا جاتا ہے ان سب کا تعلق حالت جنگ میں برسر پیکار افراد یا فریقوں سے ہے اور قرآن پاک نے واضح طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ جو غیر مسلم امن کے ساتھ رہتے ہوں اور مسلمانوں کو امن اور آزادی کے ساتھ رہنے دیں، ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔“ جمعیۃ علماء ہند نے وشو ہندو پریشد کے صدر آچاریہ گری راج کشور کی اس دلیل کو رد کردیا ہے کہ ”ہندو لیڈر اپنی مذہبی کتابوں کا جائزہ لینے کے لیے تیار ہیں لیکن مسلم علماء قرآن کو اللہ کا کلام کہہ کر اس سے گریز کرتے ہیں۔“ جمعیۃ جائزہ کمیٹی نے کہا ہے کہ ”قرآن مجید کے سوا تمام مذہبی کتابیں تحریف وترمیم کی شکار ہوئی ہیں، اس لیے اگر ہندو پریشد والے اپنی مذہبی کتابوں کا جائزہ لینے کے لیے تیار ہیں تو وہ اپنے پرکھوں کے کئے وراثت کے وجود دار ہونے کے ناتے اس کے لیے آزاد ہیں، لیکن وہ مسلمانوں سے اس کی توقع نہ رکھیں۔“ دراصل قرآن اور حدیث پر اعتراضات نئے نہیں، بلکہ پوری صدی سے بھی زیادہ مدت سے جاری ہیں۔ شدھی سنگٹھن اور آریہ سماج تحریک نے اس میں مزید شدت پیدا کی اور سوامی دیانند سرسوتی نے اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش کے چودہویں باب میں قرآن پر اعتراضات کیے اور بہت سی آیتوں کا مذاق اڑایا۔ انگریز حکومت نے مسلمانوں کے مطالبہ پر کتاب کے اس چودہویں باب پر قانونی پابندی لگادی، جو کچھ عرصہ کے بعد ختم ہوگئی لیکن ہندوستان کی آزادی کے بعد یہ پابندی اٹھالی گئی اور اب اسے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلام مخالف گروپوں پر ایک دور اور مختلف حلقوں میں ذہنی ہیں گروہ جلدی پالی کے جلدی کی طرح پھیلتے گئے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ہندوستان میں یہ تحریک اسی لیے بھی وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہتی ہے کہ اسے آستھا کی وطن پرستی سے جوڑ دیا گیا ہے اور یہاں ایک طاقتور عنصر اسے وطن پرستی سے ہم آہنگ سمجھتا ہے۔

منوسمرتی

آچاریہ گری راج کشور نے بہت خوب کہا ہے کہ ہندو لیڈر اپنی مذہبی کتابوں کا جائزہ لینے کے لیے تیار ہیں، اگر سوال یہ ہے کہ ہندو آج سے بہت پہلے کیوں نہیں سوچا گیا۔ ۲۰۰۲ میں نسلی تفریق اور اونچ نیچ آج سے نہیں صدیوں بلکہ ہزاروں برس سے چلی آرہی ہے۔ منوسمرتی میں لکھا ہے کہ برہمن کو اپنے منہ سے، چھتریوں کو بازو سے، ویش (بنیا) کو رانوں سے اور شودر (اچھوت) کو اپنے پاؤں سے پیدا کیا۔ یہ صرف بلکہ پاک منتر کا شودر کے لیے سننا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اگر غلطی سے ایسا ہوجائے تو اس کی یہ سزا بھی تجویز کی گئی ہے کہ شودر کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جائے۔ کیا وشو ہندو پریشد کے لیڈر کسی غیر ہندو، مسلم یا عیسائی کو یہ مطالبہ کرنے کا حق دیتے ہیں کہ منوسمرتی کے ان حصوں کو حذف کردیا جائے؟ اور آج تک کسی ہندو مذہبی یا دھرم لیڈر نے منوسمرتی کے ان احکامات سے لاتعلقی بھی ظاہر نہیں کی۔ آچاریہ جی یہ بتائیں کہ قرآن میں کسی بھی جگہ ذات میں کسی انسان کے لیے ایسی غیر انسانی سزا تجویز کی گئی ہے؟ اب اگر وی ایچ پی کے صدر یہ کہتے ہیں کہ ہندو لیڈر اپنی مذہبی کتابوں کا تنقیدی جائزہ لینے کے لیے تیار ہیں تو بسم اللہ کریں۔ امید رکھی جاسکتی ہے کہ وہ اس کی ابتدا منوسمرتی کے مذکورہ اور دیگر اسی قسم کے اقوال اور احکام سے کریں گے اور ان سے اپنی لاتعلقی اور بیزاری کا اظہار کریں گے۔ رہا مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کوئی انسان اس میں کسی قسم کا رد وبدل کرنے کا مجاز نہیں اور رسول پاک کی حدیثیں حضور پاک کی زبانی اور قول وعمل ہے اس کی تشریح ہیں تو اس بات کو عقل اور حقائق کی کسی بھی کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے۔ قرآن کا متن، عبارت اور صفحات دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اور دنیا کی چاروں سمت ایک ہی ملیں گے۔ ان میں کسی جگہ حرف زیر وزبر کا بھی کوئی فرق نہیں ملے گا۔ اس کے علاوہ یہ کروڑوں انسانوں کے سینوں میں بھی محفوظ ہے۔ کیا یہ اس کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

بے مقصد کوشش

قومی اقلیتی کمیشن نے اپنے دائرہ کار کے مقررہ خطوط سے ہٹ کر یہ کوشش کی ہے کہ گجرات میں پائیدار امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی خاطر ہندو، مسلم رہنماؤں کے درمیان مذاکرات ہونے چاہئیں۔ اس پر کچھ سماجی اور خودساختہ تنظیموں اور افراد نے مذاکرات میں شرکت پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اور ان کے نام بھی کچھ اخباروں میں شائع ہوگئے ہیں۔ تاہم جمعیۃ علماء ہند کی اور مسلم تنظیم یا مسلم رہنما نے اس کی حمایت نہیں کی ہے۔ مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس سے لاتعلقی ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی طرف سے کسی بھی رکن کو مذاکرات میں شرکت کا مشورہ نہیں دیا گیا ہے۔ مسلم مجلس مشاورت نے اقلیتی کمیشن کی اس کوشش پر حیرت اور افسوس کا اظہار کیا اور کہا ہے کہ اقلیتی کمیشن کو اس سلسلے میں ان لیڈروں اور مسلم تنظیموں سے رابطہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ مشہور صحافی، ماہر تعلیم اور دہلی کے ایک دانشور سید حامد نے اقلیتی کمیشن کی اس کوشش کی سخت مذمت کی ہے اور کمیشن کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس طرح کی سرگرمیوں میں اپنے دائرہ کار کا خیال رکھے۔ سنگھ پریوار کو راضی کرنے کی خاطر اقلیتی کمیشن کی اس کوشش پر تنقید کی گئی ہے۔ مولانا محمد ولی رحمانی نے بھی اس کوشش کو بے مقصد قرار دیتے ہوئے اعتراض کیا ہے۔ جمعیۃ اہل حدیث کے ناظم مولانا عبدالوہاب خلجی نے اس کوشش کو بھی انصاف پسند ہندوستانیوں کی دل آزاری قرار دیا ہے۔

ان حالات سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلم مذاکرات کے ذریعے سنگھ پریوار اور کچھ خودساختہ مسلم رہنماؤں کے درمیان مفاہمت کے امکان پیدا کی جائیں، جسے طور پر مسلمانوں کی کسی بھی نمائندہ تنظیم کی حمایت اور منظوری حاصل نہیں ہے۔

مخالفت برمحل

اس کوشش کی مخالفت اس لیے بھی برمحل ہے کہ اقلیتی کمیشن نے مشہور اور مقبول مسلم لیڈروں، تنظیموں اور جمعیتوں کی بجائے ایسے غیر مقبول اور معتوب مسلم افراد کو مذاکرات میں شریک کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس قسم کے مذاکرات اور وہ بھی سنگھ پریوار کے لیڈروں کے ساتھ کسی بھی لحاظ سے بامقصد اور سودمند نہیں ہوسکتے۔ مذاکرات کا ایجنڈا کیا ہے اس کا واضح اشارہ وشو ہندو پریشد کے صدر گری راج کشور اور پریشد کے لیڈر پہلے ہی دے چکے ہیں۔ آچاریہ گری راج کشور ظاہر طور پر مسلمانوں سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ قرآن اور احادیث میں ترمیمات کریں اور کچھ مسلمانوں سے مفاہمت کے لیے یہ شرط پیش کرچکے ہیں کہ رام مندر کی تعمیر اور کرشن جنم بھومی حاصل کرنے کا مقصد پورا ہونے کے بعد ہی مسلمانوں سے بات چیت ہوسکتی ہے۔

ان حالات میں اس کا اندیشہ ہے کہ کمیشن کی تمام کوششوں سے مسلم تنظیموں اور مسلم رہنماؤں کو مفاہمت کے نام پر مذاکرات کا جال بچھایا جارہا ہے اور ایک آزمائش بن کر اس سمجھوتے کی مخالفت کرنا چاہئے کہ ہم غافلوں کے ساتھ کوئی تحفظ، شبہ اور مفاہمت نہیں کرسکتے جب تک وہ مطالبہ سے باز نہ آئیں اور اپنے رویہ کا ازالہ نہ کریں۔ مسلم تنظیموں اور مخلص رہنماؤں کو اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کے بنیادی انسانی حقوق کا سوال بھی اول ترجیح اور تحفظ کا حامل ہے۔ — [illegible]

خریدار حضرات متوجہ ہوں

جن خریداروں کی طرف زرسالانہ باقی ہے ان کو بار بار یاد دہانی کرائی جاچکی ہے۔ اب بذریعہ اخبار آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جن خریداروں پر رقم بقایا ہے وہ

۳۱ ر اگست ۲۰۰۲ء

تک اپنا زرسالانہ ارسال کردیں۔ بصورت دیگر ان کا اخبار بند کردیا جائے گا۔ (منیجر)

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

پرنٹر و پبلشر: مولانا اسجد مدنی
مدیر: [illegible]
منتظمہ: جمعیۃ ٹرسٹ [illegible]
مقام اشاعت: مدنی ہال، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
مطبوعہ: [illegible]

گجرات کے ہولناک فساد کے متاثرین کی بھرپور امداد کیجئے — امیر الہند مدظلہ کی اپیل